



بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کارروائی

اجلاس منعقدہ 19 مئی 1996ء برطابق 30 ذی الحجه 1416ھ جری

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
۱۔	آغاز تا اوت قرآن پاک و ترجمہ	۲
۲۔	تفصیل سوالات	۳
۳۔	رخصت کی درخواستیں	۱۸
۴۔	تحریک القاء نمبر ۲ مجاہب سیم اکبر بکنی (رجمن داس بکنی پیش کی)	۱۹
۵۔	تحریک القاء نمبر ۳ نمبر ۲ نمبر ۵ مجاہب میر ظمورو حسین خان کھوس نے واپس لے لیں۔	۲۳
۶۔	تحریک القاء نمبر ۶ مجاہب میر ظمورو حسین خان کھوس (تحریک مسترد)	۲۴
۷۔	مجلس قائد مال و خزان و ترقی کی خانی نشست پر کرنے کی تحریک عبد القبارودان نے پیش کی۔ (تحریک منظور)	۲۹
۸۔	تحریک القاء نمبر ۱ مجاہب سردار اختر یونگل (ب سلسلہ خود منتیاری)	۲۹

(الف)

1- جناب اسپیکر عبد الوحید بلوچ

2- جناب ڈپٹی اسپیکر ارجمن داس بگٹی

1- سیکریٹری اسمبلی اختر حسین خاں

2 جوائیٹ سیکریٹری (قانون) عبد الفتاح کھوسہ

صوبائی کابینہ کے ارکان

۱۔ نواب ذوالفقار علی گنگی	پی بی ۲۶ جمل گنگی	وزیر اعلیٰ
۲۔ جام محمد یوسف	پی بی ۳۲ سبیلہ	سینئر وزیر
۳۔ شیخ جعفر خان مندو خیل	پی بی ۱۳ اتروب	وزیر خزانہ
۴۔ میر عبداللہ بنی جمالی	پی بی ۲۰ جھنڑ آباد I	پیک ہیلٹھ انجینئرنگ
۵۔ ملک گل زمان کاٹی	پی بی ۲ کوئند II	وزیر ترقیات و منصوبہ بنڈی
۶۔ میر عبدالحید بروج	پی بی ۳۲ آواران	وزیر لائیو اسٹاک
۷۔ ملک محمد شاہ مردانزی	پی بی ۳ اتروب قلعہ سیف اللہ	چ واقف زکوہ
۸۔ ڈاکٹر عبد الملک بلوج	پی بی ۷ تربت I	وزیر تعلیم
۹۔ مسٹر محمد ایوب بلیدی	پی بی ۸ تربت II	وزیر مال رائیکار
۱۰۔ مسٹر محمد اکرم بلوج	پی بی ۹ تربت III	وزیر اطلاعات کھیل و شافت
۱۱۔ مسٹر پکول علی بلوج	پی بی ۲۶ بھنگور	وزیر ماہی گیری
۱۲۔ مسٹر عبدالحید خان اچزنی	پی بی ۹ قلعہ عبداللہ II	وزیر آپاشی و ترقیات
۱۳۔ ڈاکٹر کلیم اللہ	پی بی اکو بند I	الس اینڈ جی اے ذی و قانون
۱۴۔ مسٹر عبید اللہ بابت	پی بی ۱۱، لور الائی	وزیر جیل خانہ جات
۱۵۔ مسٹر عبد القادر دادان	پی بی ۸، قلعہ عبداللہ I	وزیر جنگلات
۱۶۔ سردار شاء اللہ زہری	پی بی ۳۰، خضدار I	وزیر بلدیات
۱۷۔ میر اسرار اللہ زہری	پی بی ۲۹ قلات	وزیر زراعت
۱۸۔ حاجی میر لشکری خان ریسانی	پی بی ۲۳ بولان I	وزیر اندسٹریز معدنیات
۱۹۔ نوابزادہ گرین خان مری	پی بی ۸ اکوہلو	وزیر داخلہ
۲۰۔ نوابزادہ چنگیز خان مری	پی بی ۱۶ اسی	مواصلات و تعمیرات
۲۱۔ میر خان محمد خان جمالی	پی بی ۲۱ جھنڑ آباد II	وزیر خوارک
۲۲۔ سردار نواب خان ترین	پی بی ۷ اسی رزیارت	وزیر بیاندازا
۲۳۔ سردار محمد طاہر خان لوئی	پی بی ۰ الور الائی I	وزیر صحت

وزیر خاندانی منصوبہ بندی مشیر وزیر اعلیٰ وزیر بے محکمہ اپنی ایکر بلوچستان صوبائی اسمبلی اپنی ایکر بلوچستان صوبائی اسمبلی	پی بلی ۱۲ ایار کھان پی بلی ۳ کوئنڈ III پی بلی ۷ پشین II پی بلی ۳ کوئنڈ IV ہندو قلیت	پی بلی محمود کھیر ان پی بلی سعید احمد ہاشمی پی بلی محمد سردار خان کاٹر پی بلی عبد الوحید بلوچ ارجنداں بگشی	۲۴۔ مسٹر طارق محمود کھیر ان ۲۵۔ مسٹر سعید احمد ہاشمی ۲۶۔ ملک محمد سردار خان کاٹر ۲۷۔ عبد الوحید بلوچ ۲۸۔ ارجمند اس بگشی
--	---	--	---

ارکین اسمبلی

پی بلی ۵ چاغی	۲۹۔ حاجی تھی دوست محمد
پی بلی ۶ پشین I	۳۰۔ مولانا سید عبدالباری
پی بلی ۱۵ قلعہ سیف اللہ	۳۱۔ مولانا عبدالواسع
پی بلی ۱۹ اڑیرہ بگشی	۳۲۔ نوابزادہ سلیم اکبر بگشی
پی بلی ۲۲ جعفر آباد ر نصیر آباد	۳۳۔ ظہور حسین خان کھوسہ
پی بلی ۲۳ نصیر آباد	۳۴۔ مسٹر محمد صادق عمرانی
پی بلی ۲۵ بولان II	۳۵۔ سردار میر چاکر خان ڈوکی
پی بلی ۷ مستونگ	۳۶۔ نواب عبدالرحیم شاہوی
پی بلی ۲۸ قلات / مستونگ	۳۷۔ مولانا محمد عطاء اللہ
پی بلی ۱۳ خضدار II	۳۸۔ مسٹر محمد اختر مینگل
پی بلی ۳۳ خاران	۳۹۔ سردار محمد حسین
پی بلی ۳۵ لسیلہ II	۴۰۔ سردار محمد صالح خان بھوتانی
پی بلی ۲۰ گواڑ	۴۱۔ سید شیر جان
سیساںی	۴۲۔ مسٹر شوکت ناز سعیج
سکھپاری	۴۳۔ مسٹر سترام سنگھ

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 19 مئی 1996ء بمقابلہ 30 ذی الحجه 1416ھجری

(بروز اتوار)

زیر صدارت اپنے سربراہ عبد الوحید بلوج

بوقت سازھے گیارہ بجے صبح صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

خلافت قرآن پاک و ترجمہ

از

مولانا عبد القیون اخوندزادہ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
إِنَّمَا هُوَ تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ هُدًى وَرَحْمَةٌ
لِلنَّاسِينَ هُوَ الَّذِينَ يَقِنُّونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ
وَهُم بِالآخِرَةِ هُمْ يُؤْفَنُونَ هُوَ
وَمَا عَلِمْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ ۝

ترجمہ :- یہ اسی کتاب یعنی قرآن کی آیتیں ہیں جس میں حکمت و دانش کی باتیں ہیں۔ تکمیل کا رجہ نماز پڑھتے اور زکوہ دیتے ہیں اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں۔ ان کے لئے یہ آیتیں بمحض بدایت اور رحمت ہیں۔ واعلینا الابلاغ

وقفہ سوالات

جناب اسپیکر : میر ظہور حسین صاحب سوال نمبر 308 دریافت فرمائیں میر ظہور حسین خان کھوسہ سوال نمبر 308-

X-308. میر ظہور حسین خان کھوسہ : 1/96 سال 31 کو موخر شدہ سوال) کیا وزیر مالیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مرکزی حکومت نے صوبہ بلوچستان کو سال روائی یعنی 1995-96 کے دوران ماه دسمبر اور جنوری ترقیاتی پروگرام کے لئے کم و بیش 70 یا 80 کروڑ روپے کی خطیر رقم فراہم کی ہے؟

(س) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو یہ رقم صوبہ کے کن کن علاقوں میں خرچ کی جا رہی ہے۔ نیز کیا حلقة پی بی 22 جعفر آباد کم نصیر آباد کے لئے بھی مذکورہ رقمات میں سے کوئی رقم مختص کی گئی ہے۔ اگر جواب نہیں میں ہے۔ تو حلقة مذکورہ کو نامومن رکھنے کی وجہات کیا ہیں۔ تفصیل دی جائے۔

وزیر مالیات : (الف و ب) روائی مالی سال یعنی 1995-96 کے دوران 68 کروڑ روپے برائے سو شل ایکشن پروگرام مختص کئے گئے ہیں۔ یہ رقم ہر علاقے کے حلقة انتخاب میں ترقیاتی اسکیوں پر خرچ کی جا رہی ہے۔ یہ ترقیاتی اسکیوں باقاعدہ پی ایس ڈی پی میں شامل ہوتی ہیں۔ جس کی مزید تفصیلات پی ایس ڈی اسپارٹمنٹ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

جناب اسپیکر : اس مسئلے میں کوئی مخفی سوال؟

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب والا اس میں کچھ ایسا ہے کہ اس سوال میں یہ بات معلوم کی گئی ہے کہ اس سال کوئی اسکیوں فتنہ بعد میں ملا ہے ستر اسی کروڑ روپے تو گذشتہ اسکی کے اجلاس میں کیم جنوری 1996 کو جواب ملنا تھا کہ کوئی

۳

اکیش فنڈ نہیں ملا ہے میں نے اس پر کافی بحث کی تھی اور اصرار اس پر انہوں نے انکار کیا لیکن مجبوراً ”انہوں نے اس مرتبہ اعتراف کیا ہے کہ سڑائی کرو رہا ہے انہیں ملا ہے میں نے اس میں یہ معلوم کرنا چاہا ہے کہ پی بی 22 کے لئے کیا رکھا ہے۔ تو انہوں نے اس کا واضح جواب نہیں دیا ہے گول مول جواب دیا ہے اور کہا ہے یہ آپ پی اینڈ ذی سے پوچھیں میں نے تو آپ سے پوچھا ہے کہ پی بی 22 کے لئے بھی آپ نے کچھ رکھا ہے یا نہیں رکھا ہے۔ آپ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ پی اینڈ ذی سے پوچھیں۔ اس کا مطلب ہے کہ پی بی 22 کے لئے کچھ نہیں رکھا ہے۔

نواب ذوالفقار علی مگسی (قائد ایوان) : جتاب اپنے سوال کا جواب تو ہم نے دے دیا ہے جیسا کہ ممبر صاحب نے کہا ہے ان کے مطابق انہوں نے پچھلے کسی سیشن میں یہ ذکر کیا تھا کہ کوئی اکیش فنڈ حکومت بلوچستان کو وفاق سے نہیں ملا ہے میں آج بھی یہی کہتا ہوں کہ کوئی اکیش فنڈ نہیں وفاق سے نہیں ملا ہے یہ اڑٹھ کروڑ روپے جو ہیں سیف پروگرام کے تحت سے ہیں جو آپ کے بحث کا حصہ ہیں جہاں تک آپ کے حلقوں کا تعلق نہ ہے اس کی بارے میں آپ نے پوچھا ہے کہ اس کے لئے کتنے پیے رکھے گئے ہیں۔ کیونکہ یہ سوال پی اینڈ ذی کا ہے اور پلانگ اور ڈولپمنٹ پی اینڈ ذی کے پاس ہوتی ہے۔ فائل ڈپارٹمنٹ اس کا جواب نہیں دے سکتا ہے۔ آپ فریش سوال کریں کہ آپ کے حلقوں میں کتنی اسکیمیں رکھی گئی ہیں۔ کواٹر پلائی میں انجوکیش اور میلتہ میں کیونکہ یہ سیف کا پیسہ ہے اور یہ پیسہ انہی اسکیموں پر خرچ کیا جاتا ہے۔ اگر یہ فریش سوال پی اینڈ ذی سے کریں تو وہ آپ کو ساری تفصیل دے دیں گے۔

X-317-مولانا عبدالباری : (24/196) کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ سال 1994ء تا 1995 کے دورانِ محمد تعلیم کے لئے گرید 1 تا گرید 16 کی کس قدر آسامیاں تحقیق کی گئی ہیں۔ اور ان آسامیوں پر تینات شدہ پیروزگار افراد کی تفصیل دی جائے۔ نیزان آسامیوں پر تیناتی کی طریقہ کار

کی تفصیل بھی دی جائے۔

ڈاکٹر عبد الملک (وزیر تعلیم) : چونکہ سوال ہذا کی مکمل تفصیلات کا تعلق صوبہ کے کم و پیش تمام اضلاع سے ہونے کے علاوہ انتظامی ضخیم بھی ہے لہذا یہ مکمل تفصیلات بولنے میں متعلقہ اضلاع سے موصول ہوں گی مگر موصوف کی خدمت میں پیش کر دی جائیں گے۔

وزیر تعلیم : جناب اسپیکر صاحب سوال نمبر 317-318 اور 320 کی نوعیت ایسی ہے کہ ہم نے جو نئی ریکوრڈمنٹ پالیسی Recruitment Policy بنائی اس میں ہم نے ڈی او صاحبان کو ضلعی کمیٹی کا چیئرمین بنایا ہے بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو ان کی طرف سے ابھی تک نہیں آئی ہیں۔ میں ان سوالوں کا جواب اگلے اجلاس میں دے دوں گا۔

جناب اسپیکر : کوئی ضغطی سوال۔

سردار محمد اختر مینگل : جناب والا یہ بتائیں کہ ان شپریز کو تعینات کے ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے۔ اب تک اسیبلی میں ان کے جوابات نہیں دیے گئے ہیں۔ تو کب جواب دیئے جائیں گے۔ گذشتہ روز بھی جب سوالات کے گئے تھے۔ خود وزیر موصوف موجود نہیں تھے ان کی جگہ پر دوسرے وزیر صاحب نے جواب دیا تھا مگر انہوں نے بھی صحیح جواب نہیں دیا۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بلوچستان بہت وسیع ہے مگر ڈپارٹمنٹ کو یہ معلوم نہیں ہے کہ کون کون سے اپوانشمنٹ اور کون کون لوگوں کے اپوانشمنٹ۔

وزیر تعلیم : اختر صاحب میرے خیال میں اس طرح نہیں ہے کچھ اپوانشمنٹ ڈائرکٹریٹ یوں پر کر رہے ہیں کچھ ایسے ہیں جیسے جے وی ٹی اپانٹ کے ہیں۔ یہ ڈائرکٹریٹ یوں پر ہوتے تھے۔ اب ہم نے ڈی ای او، ایس ڈی ای او، اور ماڈل اسکول کے پرنسپل کی ایک کمیٹی بنائی ہے جن لڑکوں نے پہلی ٹی سی پاس کی ہے وہ ان کے انترویو کر رہی ہیں۔ ان میں کافی انترویو ہو گئے ہیں اور زیادہ تو ان لوگوں نے رکھ لئے

ہیں۔ چونکہ ان کی تفصیلات ہمیں نہیں ملی ہیں۔ اس سے قبل ہم نے کبھی بھی ایوائیڈ نہیں کیا ہے کہ ہم آپ کے سوالات کا جواب نہ دیں۔ آپ نے 1994ء سے لے کر ابھی تک پوچھا ہے اس کی Technicality یہ ہے کہ ہم نے جے وی اپوائلمنٹ کے پاور ذی ای او کی دیئے ہیں۔ یعنی وجہ ہے کہ ان کے جوابات اور تفصیلات ہمیں نہیں ملی ہیں اس کا آئندہ جوابات دے دیں گے۔ کیوں کہ ہم آپ سے بھاگ نہیں سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر : سوال نمبر 318 مولانا عبدالباری صاحب۔

سردار محمد اختر مینگل : جناب والا 318 کا بھی جواب وہی ہے۔

X-318.- **مولانا عبدالباری :** (24/96) کیا وزیر تعلیم از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ سال 1994-95 کے دوران کس قدر پر انگری اسکولوں کو مل اور مل اسکولوں کو ہائی کا درجہ دیا گیا ہے۔ ضلع وار تفصیل دی جائے۔ **ڈاکٹر عبد المالک بلوج (وزیر تعلیم) :** چونکہ سوال ہذا کی مکمل تفصیلات کا تعلق صوبہ کے سکم و پیش تمام اضلاع سے ہونے کے علاوہ انتہائی ضخیم بھی ہے۔ لہذا یہ مکمل تفصیلات جوں ہی متعلقہ اضلاع سے موصول ہوں گی مگر موصوف کی خدمت میں پیش کر دی جائیں گی۔

جناب اسپیکر : کوئی ضمی مسوال پوچھیں۔

سردار محمد اختر مینگل : جناب جواب ہی نہیں ہے تو ضمی کر کے کیا کروں؟

جناب اسپیکر : سوال نمبر 319 مولانا عبدالباری صاحب۔

وزیر تعلیم : جناب اسپیکر صاحب اس سوال کا جواب اور تفصیلات ہم دے چکے ہیں۔ یہ غلط فہمی کی بنیاد پر کہ پہلی کتابوں میں سے کچھ چیزیں ہم نے سے نکال لیں اس کی تفصیلات ہم دے رہے ہیں۔ میرے خیال میں ہم مولانا عبدالباری کی موجودگی میں دینیات اور اسلامیات نہیں نکال سکتے ہیں۔

جناب اپنیکر : سوال نمبر 320 عبد الباری صاحب۔

سردار محمد اختر مینگل : سوال نمبر 320

وزیر تعلیم : جناب والا فتح کو سچن رہیٹ ہوا ہے۔

جناب اپنیکر : سوال نمبر 321 مولانا عبد الباری صاحب

سردار محمد اختر مینگل : سوال نمبر 321

X-319. - مولانا عبد الباری : (1/96) کیا وزیر

تعلیم از راه کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پرائزی نصاب تعلیم سے مذہبی مضمون نکالا گیا ہے یا پھر ترتیب کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجہ تائی جائے۔

ڈاکٹر عبد المالک بلوچ (وزیر تعلیم) :

(الف) یہ درست نہیں ہے۔

(ب) چونکہ جزو (الف) کا جواب اثبات میں نہیں ہے۔ لہذا جزو (ب) غیر موثر ہے۔

وضاحت : یہ سوالات شاید اس غلط فہمی کی بناء پر کئے گئے ہیں کہ 1994ء میں پہلی جماعت کی کتاب جو کہ مدرسیں کے اصولوں یعنی۔

(i) آسان سے مشکل

(ii) مقروں سے محروم

(iii) سادہ سے مرکب کو مد نظر رکھ کر بنائی گئی تھی۔ اور اسی وجہ سے اس کتاب میں

اسباب کی ترتیب تبدیل کی گئی تھی اور اس میں پلا سبق حضرت شریف کی بجائے "میں"

قہ، کہ پچھے پلے اپنے بارے میں آگاہی حاصل کر لے اور پھر اللہ تعالیٰ کو پہچانے لیکن پھر

بھی اسے تمام اسکولوں میں لا گو کرنے سے پلے صرف چھ اضلاع میں بطور آزمائش اور

برائے اعتراضات لگایا گیا تھا۔ لیکن جب کچھ اساتذہ والدین - مذہبی رہنماؤں سے قطع نظر اس نفیاً تی پہلو کے کہ پچھے کس طرح بہتر نیکھل سکتا ہے۔ کتاب کی ترتیب وہی پرانی اور روایتی رکھنے پر زور دیا تو پھر یہ کتاب اپنی روایتی ترتیب کے ساتھ دوبارہ بنائی گئی۔ اور اسے اب 1996ء سے پورے بلوجان میں لاگو کیا گیا ہے۔ مزید برائے اس کتاب کو لاگو کرنے سے پہلے اخبار جنگ، مشرق کوئٹہ، نوائے وقت لاہور کے نمائندوں اور کچھ مذہبی رہنماؤں کو بھی دکھائی گئی اور انہوں نے تصدیق کی کہ اس کتاب میں مذہبی مضمون زیادہ تفصیل اور وضاحت سے دیئے گئے ہیں۔

X-320. مولانا عبدالباری : (1/96ء کو موخر شدہ سوال) کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ جون 1994ء سے اب تک محمدہ تعلیم میں کل کس قدر افراد کو ملازمتیں دی گئی ہیں۔ ان کے ناموں کی ضلع وار کمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

ڈاکٹر عبد المالک بلوچ (وزیر تعلیم) : چونکہ سوال ہذا کی کمل تفصیلات کا تعلق صوبہ کے کم و بیش تمام اضلاع سے ہونے کے علاوہ انتہائی تفصیل بھی ہے لہذا یہ کمل تفصیلات جوں ہی متعدد اضلاع سے موصول ہوں گی ممبر موصوف کی خدمت پیش میں کر دی جائے گی۔

X-321. مولانا عبدالباری : (1/96ء کو موخر شدہ سوال) کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ (الف) کیا سرکاری اسکولوں میں ناطقوں قرآن، سنت رسول "سیرت صحابہ" اور تعلیم فتنہ کی تدریس پا قاعدہ اسکولوں کے نصباب اور نظام الاوقات میں شامل ہے۔ (ب) اگر جزو (الف) کا جواب نہیں ہے تو اس کی وجہ بتائی جائے۔

ڈاکٹر عبد المالک بلوچ (وزیر تعلیم) : اس بارے میں تحریر ہے کہ سرکاری اسکولوں میں پا قاعدہ طور پر ناطقوں قرآن اور سنت رسول "سیرت صحابہ" کے

مضمون شامل ہیں اور مل سینڈرڈ کے امتحان میں ناگفہ قرآن کے باقاعدہ 40 مارکس
ہیں جبکہ فقہ کے بارے میں کوئی تعلیم نہیں دی جاتی۔

سوال نمبر 321 بحث ضمی سوال

وزیر تعلیم : مجی مولانا صاحب ہم سوال نمبر 321 تک پہنچ چکے ہیں۔

مولانا عبدالباری : آپ کی رفتار کتنی تیز ہے میں ابھی پہنچا ہوں اور آپ چار
مٹھ میں یہاں تک پہنچ گئے۔

وزیر تعلیم : میں نے صحیح ہی آپ کو کما تھا کہ جلد آجائیں۔

مولانا عبدالباری : پڑھ نہیں آپ کو فی کاڑی میں بیٹھے تھے۔

جناب اسپیکر : کوئی ضمی سوال

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر یہ ہمارے ہیں کہ تمام اخلاق کی جو تفصیلات
ہیں وہ بہت ضغیم ہیں کم از کم اس کی ایک کالپی تو میرا حق بنتا ہے۔

جناب اسپیکر : سوال نمبر 321 ہے۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر اس سوال کے جواب میں انہوں نے یہ کہا
کہ ناگفہ قرآن سنت و رسول سیرت صحابہؓ اس میں شامل ہے اور باقاعدہ ان کے لئے
40 مارکس رکھے ہیں اس بارے میں ڈاکٹر صاحب سے گزارش ہے کہ جس طرح پہلے
بھی انہوں نے اچھی گزارشات کی ہیں قاعدہ کو بھی تھیک کرایا ہے عربی کتاب بھی تھیک
کرائی ہے۔ مہرانتی اس کے ساتھ ساتھ 40 مارکس یا 75 مارکس ہو جائیں یا سو مارکس
ہو جائیں ان کے۔

وزیر تعلیم : جناب اسپیکر صاحب یہ غالباً تینیکل مسئلہ ہے ”میں اور“

مولانا عبدالباری : آپ کے سیدریتی صاحب بھی بیٹھے ہیں آپ ذرا مہرانتی

فرما کر”

وزیر تعلیم : بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کا صرف صوبے سے تعلق نہیں ہوتا ہے بلکہ فیڈرل گورنمنٹ سے ہوتا ہے۔

مولانا عبدالباری : اس کے لئے جلسے بھی کریں گے آپ کے لئے دعائیں بھی کریں گے سب کچھ کریں گے۔

وزیر تعلیم : اکادمک اسکولوں کا مسئلہ ہوتا تو میں اعلان کر لیتا امتحان میں نمبروں کا مسئلہ ہے جب تک ایکپرہٹ اس پر رپورٹ نہیں دیں گے کیونکہ میں خود ایکپرہٹ اس سلسلے میں نہیں ہوں گے بلکہ اپنے ایکپرہٹ تک پہنچاؤں گے۔

مولانا عبدالباری : آپ نہ صرف پہنچائیں گے وہ بھی منظور کر لیں گے انشاء اللہ وہ بھی مسلمان ہیں اور دوسری بات جناب اسیکر یہ ہے کہ فقہ کی تعلیم نہیں دی جاتی فقہ کا تعلق جناب اسیکر تمام عملیات زندگی کے ساتھ ہے تو اس کو بھی ہونا چاہئے۔ کیونکہ جس طرح قرآن اور سیرت کی تعلیم ضروری ہے میرے خیال میں فقہ کی تعلیم بہت زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ فقہ کا تعلق عملی زندگی کے ساتھ ہے۔

عبدالحمید خان اچکزی (وزیر) : جناب اسیکر امولانا صاحب

مولانا عبدالباری : جناب اسیکر متعلقہ وزیر بیٹھے ہیں تو خان صاحب کو پڑھنیں۔

عبدالحمید خان اچکزی (وزیر) : میں پوائنٹ آف آرڈر پر کہڑا ہوں۔
مولانا صاحب۔

مولانا عبدالباری : پوائنٹ آف آرڈر آپ کس طرح کر سکتے ہیں میں نے جب سوال کیا ہے تو متعلقہ وزیر صاحب جواب جواب دیں گے قاعدہ نمبر ۱۸ کے مطابق آپ پوائنٹ آف آرڈر خان صاحب نہیں کر سکتے ہیں۔

عبدالحمید خان اچکزی (وزیر) : مولانا صاحب پوائی آف آرڈر کرنے کے لئے کوئی پابندی نہیں ہوتی ہے۔ معاف کرنا بات دراصل یہ ہے کہ _____ (آپس میں باقی)

مولانا عبد الباری : اپنیکر صاحب سے معلوم کرنا چاہئے کہ کیا وزیر صاحب جواب دیں گے۔

عبدالحمید خان اچکزی (وزیر) : آدمی کو بات کرنے دیا کرو مولانا صاحب (پشتومیں)

مولانا عبد الباری : صحیح ہے پشتومیں بولیں۔

عبدالحمید خان اچکزی : مولانا صاحب نے فقہ کے مضمون کا قصہ جو چھڑا ہے یہ اور وہ مولانا صاحب فقہ کے لئے _____ میں پوائی آف آرڈر پر کھڑا ہوں مولانا صاحب۔ لوگوں کو دھوکہ دیتے ہو فقہ کا نام لے کر۔

مولانا عبد الباری : جناب اپنیکر! مسجد میں ہمارے پاس پانچ وقت لاڈا اپنیکر ہے صرف خان صاحب کو یہ پتہ نہیں کوئی بیاری ہے کہ ہماری باتوں میں خواہ خواہ خلن ڈالتا ہے۔ حالانکہ بات متعلقہ وزیر کی ہے۔

عبدالحمید خان اچکزی : خواہ خواہ نہیں خواہ خواہ نہیں آپ لوگوں کو دھوکہ دیتے ہو۔

مولانا عبد الباری : آپ کی باقی بیشہ بے مقصد ہوتی ہیں۔

عبدالحمید خان اچکزی (وزیر) : سوال یہ ہے کہ بولتے جاؤ ابھی اپنی بات کو چھپانے کے لئے۔ مولانا صاحب آپ نے جس مضمون کو چھیڑا ہے وہ تو نہ خود آپ کو پتہ ہے فقہ کیا ہوتا ہے؟ نہ آپ کے علماء صاحبان کو پتہ ہوتا ہے تو آپ چھوٹے پھوٹے پھوٹ کو جناب اپنیکر مولانا صاحب چھوٹے پھوٹ کو چھوٹے پھوٹ کے دماغ کو ان کے علم کو ان

کے اس کو نیکی کرنا چاہتا ہے اپنے خرافات سے ہم اس خرافات کو روکنا چاہتے ہیں
فقط چھوٹے بچوں کا کام نہیں ہوتا ہے۔

مولانا عبدالباری : جناب اپنیکریہ قرآن اور سنت کو خرافات کہہ رہے ہیں
سمجھتے ہیں ذرا یہ تجدید ایمان کریں۔ خان صاحب آپ خواہ مخواہ قرآن اور سنت
کو۔۔۔۔۔

جناب اپنیکر : خان صاحب آپ تشریف رکھیں فقد زیر بحث نہیں ہے۔ آپ
تشریف رکھیں۔

عبدالحمید خان اچھنڑی (وزیر) : مولانا صاحب آپ کو فقد نہیں آتا ہے
آپ چھوٹے بچوں کو کیا سمجھائیں گے؟

مولانا عبدالباری : خان صاحب قرآن اور سنت کو خرافات نہ کہیں۔
معذرت کریں۔

جناب اپنیکر : سوال نمبر 374 میر ظہور حسین خان کھوسہ صاحب
374 - میر ظہور حسین خان کھوسہ :

کیا وزیر تعلیم از راه کرم مطلع فرمائیں گے کہ
(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پرائزی اسکول گوٹھ شد او کا جانی گوٹھ
مرید میسٹل اور گوٹھ جہذا تالاب ضلع جعفر آباد (حلقہ پی پی 22) کو سال 1995-96ء
کے دوران (اپ گریڈ) کرنے کا کوئی پروگرام حکومت کے زیر غور ہے۔ جبکہ مذکورہ
اسکولوں کو اپ گریڈ کرنے کے لئے چار پانچ سال قبل چار چار اضافی کمرے بھی تعمیر کئے
جاچکے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ اسکولوں کو کب تک (اپ
گریڈ) یعنی مل کا درجہ دیا جائے گا۔ تفصیل میں جائے۔

وزیر تعلیم : (الف) یہ درست ہے کہ ضلع جعفر آباد میں درج ذیل پر ائمہ اسکولوں میں ایم پی اے فنڈز سے اضافی کرے تغیر کے گئے ہیں۔

(1) گورنمنٹ پر ائمہ اسکول گوٹھ مرید خان مینگل۔ (پائچ کرے)

(2) گورنمنٹ پر ائمہ اسکول شہزادہ گاجانی (دو کرے)

(3) گورنمنٹ پر ائمہ اسکول جنڈا تالاب (پائچ کرے)

(ب) غیر ترقیاتی اخراجات ہونے کی بناء پر ہر سال محدود تعداد میں آپ گریڈ یشن کے لئے اضافہ دیا جاتا ہے۔ اس لئے ہر اس اسکول کو آپ گریڈ یشن میں کیا جا سکتا جہاں کسی بھی ترقیاتی فنڈز سے اضافی کرے تغیر کے گئے ہوں بلکہ آپ گریڈ یشن میں طلبہ کی تعداد نزدیکی میں اسکول سے فاصلہ قریب کے پر ائمہ اسکولوں کی تعداد ضلع میں پہلے موجود میں اسکولوں کی تعداد اور صوبہ بھر کی صورت حال کو بھی سامنے رکھا جاتا ہے ایم پی اے ایم این اے صاحبان اپنی ہی ترجیحات کے۔

جناب اسپیکر : سوال نمبر 374 میر ظہور حسین کھوسہ صاحب۔

کوئی ضمنی سوال ہے تو میر ظہور حسین صاحب کریں۔

میر ظہور حسین کھوسہ : جناب اسپیکر اس سوال کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ ضمنی سوال بھی ہے کہ میں نے اپنے ایم پی اے فنڈ سے تقریباً 90-89ء میں پائچ اسکول کو آپ گریڈ کرنے کے لئے پائچ پائچ کرے تغیر کے لئے دیئے تھے۔ ایک گوٹھ مرید مینگل ہے۔ گوٹھ جنڈا تالاب اور گوٹھ شہزادہ گاجانی ہے آج پائچ سال گزر گئے ہیں۔ اور اس کو آپ گریڈ یشن کیا گیا ہے جواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو کراہیٹیا ہوتا ہے یا جو بھی طریقہ کار ہوتا ہے اس کے تحت نہیں ہے میں یہ کہتا ہوں کہ یہ فنڈز جو میں نے آپ گریڈ کرنے کے لئے دیئے ہیں یہ کراہیٹیا کے مطابق بھی ہیں اور پی اینڈ ڈی ہم سے اس وقت تجویزیں لیتی ہے جب وہ اس کی Approval اپر دوں کرتی ہے۔ تو وہ پیٹھ کر یعنی اس کے سارے آفیسر اس میں بیٹھتے ہیں اور پھر ٹھوک بجا کر دیکھ کر کہتے ہیں کہ اس

کی اپر وول کرتی ہے۔ تو وہ بیٹھ کر یعنی اس کے سارے آفیسرز میں بیٹھتے ہیں اور پھر
ٹھوک بجا کر دیکھ کر کہتے ہیں کہ اس کی اپر وول دیں تو اس کے بعد پاہنڈ ہوتے ہیں کہ یہ
اپ گریڈ کیا جائے جبکہ پانچ پانچ لاکھ سے پانچ پانچ کمرے ان اسکولوں میں تغیر ہو چکے ہیں
اور وہاں پر کراپیٹیا بھی پورا ہے۔ وہاں پر ائمروں اسکول ہیں ان کی تعداد بھی بہت زیادہ
ہے لیکن پانچ سال گزر جانے کے باوجود اب تک اپ گریڈ نہیں کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر عبد المالک (وزیر تعلیم) : جناب یہ ایک غلط پلانگ کی وجہ سے
بنے ہوئے ہیں۔ میرے دور میں میں نے اپنے پی اینڈ ڈی پارٹمنٹ کو اور تمام اپنے موزع
دوستوں کو یہ کہا ہے کہ آپ اپنی مرضی سے پانچ کمرے نہیں بنائیں۔ اور جب آپ
بنائیں گے تو ہم اس کے ذمہ دار نہیں ہیں کہ ہم اس کو اپ گریڈ کر لیں اس کی وجہ یہ
ہے کہ اس وقت تین سو ایسے پر ائمروں اسکول بنے ہیں جن کو ہم جسٹس فائی نہیں سمجھتے
ہیں ایم پی اسے صاحبان نے اپنی مرضی سے دو دو کمرے بنالئے ہیں۔ اور کہہ دیا ہے کہ
ہم نے کمرے بنادیئے ہیں اور اب آپ اسکول بناریں اس طرح ڈپنسری اور اس طرح
ٹھل اسکول کے ساتھ ہے۔ میں ظہور صاحب سے یہ گزارش کرتا ہوں اور انہیں بتانا
چاہتا ہوں کہ ایشیاء بینک کی طرف سے ہمیں تین سے چالیس پر ائمروں اسکولوں کو اپ
گریڈ کرنے کی اسکیم دی گئی ہے اور اس میں ستر اسی فیصد گرلز سکولز ہیں۔ اب ظہور
صاحب کو جب کہتے ہیں کہ ہم کس کو اپ گریڈ کر لیں وہ کوئی اور اسکول دے دیتا ہے۔
اب آدم پور انہوں نے خود دیا ہے اب جو ظہور صاحب نے بلڈنگیں بنائی ہیں یا تو وہ
اس کو پرپوز کر لیں۔ تاکہ ہم ان میں سے کسی اسکول کو اپ گریڈ کر لیں۔ آپ سے جب
بھی کوئہ یا رائے مانگتے ہیں تو آپ کوئی اور اسکول دے دیتے ہیں۔ اسیلی میں کوئی اور
اسکول کے متعلق سوال اٹھا لیتے ہیں۔

اب جناب ظہور صاحب ہمارے بس میں تو نہیں ہے۔ آپ کو میں نے پچھلے سال
کہا ہے کہ میں آپ کو ایک اسکول دے دوں گا۔ اور اب ہم نے آپ سے رکھنڈیش

لی ہیں۔ آپ رکمینٹیشن کمیں اور دستیتے ہیں اور آپ گریڈیشن کمیں اور مانگتے ہیں۔ اور ہمارے جو کاغذات میں ہیں جیسے آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ بھی ہو جائے اور چار یہ بھی ہو جائے۔ ہمارے پاس ایشین بینک کے تیس سے چالیس اسکول ہوتے ہیں وہ ہم اپ گریڈ کر لیتے ہیں اور اس میں ہم ظبُور خان کو خاص طور پر اکاموڈیٹ کر رہے ہیں۔ اب ظبُور صاحب اس کے لئے آپ اسہبھلی کوئی سری موو کریں۔ یہ میرے بس میں نہیں ہے کہ جو ایم پی اے صاحبان نے اسکول بنائے ہیں ان کو اشاف دے دوں مجھے اشاف نہیں ملتا ہے۔

میر ظبُور حسین خان کھوسہ : جناب ولیے تو میں جناب وزیر صاحب کا محفور ہوں۔ انہوں نے مُل اور ہائی اسکول اپ گریڈ کے ہیں۔ لیکن گرلز کا تو ایک الگ سا کوہہ ہے۔ الگ سی اس کی ترجیحات ہیں۔ اس کی آپ نے ریفرنس بھی دی ہوئی ہے میں گرلز کا آدم پور کے لئے دیا ہوا ہے نہ کہ میں نے بوائز کے لئے دیا ہے۔ میرا اصل سوال یہ ہے کہ پرائمری اسکول مرید مینگل۔ گوٹھ جمنڈا تالا ب اور شہداو گاجانی میں پانچ لاکھ روپے میں نے ایم پی اے فنڈ سے دیئے ہیں۔ پی ایڈڈی کو دیئے ہیں اور اس وقت پی ایڈڈی اس کا انکار کر دیتی کہ آپ کا کمیٹیا نہیں ہے کہ یہ کرے ناکافی ہیں۔ یا ہمارے پاس اشاف نہیں ہو گا تو ہم یہ پیسے ضائع نہیں کرتے جبکہ وہاں پر پانچ لاکھ ایک ایک اسکول پر خرچ ہو چکے ہیں اور کمرے پانچ سال سے ویران پڑے ہوئے ہیں تعداد بھی کمیٹیا کے مطابق ہے تو میں چاہتا ہوں کہ کیوں نہ اس کو بنایا جائے تو پی ایڈڈی پسلے اس کو رجیکت کرتی۔ جب پی ایڈڈی نے اس کو مینگ میں اپر و کیا ہے تو پھر پابند ہے کہ اس کو اپ گریڈ کیا جائے۔

وزیر تعلیم : جناب اچیکر صاحب میں اس کی تھوڑی وضاحت کرتا ہوں۔ ہمیں جو ایشین بینک سے اسکول دیئے گئے ہیں یہ ایشین بینک کے تعاون سے بننا رہے ہیں یہ جو اسکولوں کی ظبُور صاحب بات کر رہے ہیں یہ میرے وقت کے نہیں ہیں کیونکہ میں نے

اپنے وقت میں بالکل پابندی لگائی تھی کہ وہاں ایم پی اے صاحبان اپنے حوالے سے کوئی اسکول نہیں بنائیں جب تک حکومت ایم پی اے کو اپرول نہیں دے گی اور میں اس پر بختنی سے پابند ہوں اور پابندی کر رہا ہوں جو کوئی ہمارا آپ گریڈیشن کا ہے ایشیں بینک کی طرف سے اس میں فل فلیج پسلے بلڈنگ بنایتے ہیں۔ اب اس طرح سے ایم پی اے صاحبان نے تین سو پانچ مری اسکول بنائے ہیں اب میں نے تو اصلًا "فیصلہ کیا ہے کہ ہم کوئی نئے اسکول نہیں بنایا رہے ہیں انہیں کو اکاموڈیٹ کر رہے ہیں جو ہمارے پاس دس ہزار کے قریب ہیں۔ آپ سے ظبور صاحب گزارش ہے کہ آپ سے جو پر پوزل مانگتے ہیں آپ انہی اسکول کو ترجیح دیں جو پلے سے بننے ہیں پر پوزل آپ کی اور ہیں پوچھتے کجھ اور ہیں یہ تو میرے لئے مشکل ہے۔

میر ظبور حسین خان کھوسہ : یہ اس لئے میں عرض کیا ہے کہ آپ ترجیح آدم پور کو دے رہے ہیں۔ اس لئے میں نے آدم پور کی الگ سے ترجیحات دی ہوئی ہیں جبکہ پی ایڈڈی کو میں نے اپنے پیسے ایم پی اے فنڈ سے دیئے ہوئے ہیں اور اس میں آپ کا انہجہ کیش ڈیپارٹمنٹ بھی بیٹھتا ہے اور اپرول دینا ہے اور انہوں نے مجھے پانچ پانچ کمرے کا اپرول دیا ہے اب ان کو چاہئے کہ اس کو آپ گریڈ کرے۔ اگر کرانچھوا کے مطابق نہ ہو تو ہم اس کو نہیں کہتے ہیں۔

ڈاکٹر عبد المالک (وزیر تعلیم) : میں آپ سے عرض کروں کہ آپ پھر ان اسکولوں کی نئے سرے سے تجاویز دے دیں پھر ہم ان کو کنسسٹر کر لیں گے۔ میں وہی بات پھر کرتا ہوں کہ ہم ایشیں بینک سے آپ گریڈیشن کرتے ہیں آپ وہاں اور نام دیتے ہیں آپ چاہتے ہیں یہ بھی ہو جائے وہ بھی ہو جائے جو میرے بس میں نہیں ہے پھر پی ایڈڈی کو پابند کیا جائے کہ وہ اس طرح کے نام نہ لے۔

میر ظبور حسین خان کھوسہ : پھر پی ایڈڈی اس حکم کی اسکیم نہ لے۔
وزیر تعلیم : ظبور صاحب اس حکومت نے تو پابند کیا ہے آپ کوئی نئی ڈپنسری نہ

بنا نہیں کوئی اسکول نہ بنا سکیں۔ اس کی ذمہ داری حکومت پر نہیں آتی ہے۔ اس دوران نہیں بننے ہیں نئے اسکول نہیں بننے ہیں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : پہلی حکومت کا بھی تسلیم ہے وہ چل رہے ہیں اس وقت کی پالیسی کو بھی آپ کو اپنانا ہے اس کو بنا ہا ہے اس کو مکمل کرنا ہے۔

جناب اپسیکر : کمی اور صفائحی سوال ہے؟

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اس کا جواب نہیں ملا ہے۔ بے شک اس کو ایک ساتھ نہیں کیا جاتا ہے تو ایک سال ایک دوسرے سال پھر۔

وزیر تعلیم : اگر ظہور صاحب اس کے متعلق حقیقی جواب چاہتے ہیں تو ہم نے ان کا ایک پروپوزل اکاموڈیٹ کیا ہے یہ تینوں نہیں ہو سکتے ہیں۔

جناب اپسیکر : اگلا سوال میر ظہور حسین خان کھوسہ صاحب کا ہے۔

X-375. میر ظہور حسین خان کھوسہ : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز پر ائم्रی اسکول آدم پور ضلع جعفر آباد میں طلباء کی تعداد میں اختلاف ہونے کے باعث، حکومت کو مذکورہ اسکول کی آپ گریڈیشن کرنے کی تجویز دی گئی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ اسکول کو کب تک آپ گریڈ کیا جائے گا۔ تفصیل دی جائے۔

ڈاکٹر عبد المالک بلوج (وزیر تعلیم) :

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز پر ائم्रی اسکول آدم پور ضلع جعفر آباد میں تک آپ گریڈیشن کے لئے حکومت کی زیر غور ہے۔

(ب) مذکورہ بالا اسکول کو سال 1996-97 کے دوران میں پروجیکٹ کے تحت آپ

گریڈ کیا جائے گا۔

جناب اسپیکر : سوال نمبر 375 کوئی ضمی سوال ہوتا؟ میر ظہور حسین خان کھوسہ صاحب پوچھیں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب میں نے یہ ایک تجویز دی تھی پر انہی اسکوں آدم پور کو اپ گریڈ کرنے کے لئے میں محفوظ ہوں وزیر صاحب کا کہ وہ اسے اگلے سال اپ گریڈ کریں گے۔

جناب اسپیکر : سیکریٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پیش کریں۔
(رخصت کی درخواستیں)

اختر حسین خاں (سیکریٹری اسمبلی) : جناب عبید اللہ بابت صوبائی وزیر سرکاری دورے پر کوئی سے باہر تشریف لے گئے ہیں اس لئے انہوں نے 19 مئی سے 24 مئی ۹۶ء تک رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔
(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : جناب جعفر خان مندوخیل سرکاری دورے پر اسلام آباد تشریف لے گئے ہیں اس لئے انہوں نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : نوابزادہ گزین مری وزیر داخلہ کراچی تشریف لے گئے ہیں اس لئے انہوں نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : جام محمد یوسف صاحب سینئر وزیر ملک سے باہر سرکاری دورے پر تشریف لے گئے ہیں۔ اس لئے انہوں نے موجودہ پورے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔
(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : جناب عبدالرحیم شاہو اپنے صاحب کی طبعت خراب ہے جس کی وجہ سے انہوں نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔
(رخصت منظور کی گئی)

تحریک التواء نمبر 2

جناب اسپیکر : تحریک التواء نمبر 2 می جانب سیم اکبر بھٹی صاحب ارجمن داس بھٹی صاحب چونکہ محک موجود نہیں ہے۔ ارجمن داس صاحب ابھی آئے ہیں اس لئے وہ اپنی تحریک التواء پیش کریں۔ میں اجازت دیتا ہوں۔

مسٹر ارجمن داس بھٹی : تحریک التواء یہ ہے کہ عرصہ دو ماہ سے پاکستان کی تاریخ میں ذیرہ بھٹی میں طویل ترین کرفتو نافذ ہے پورے شر کو فرنٹیشور کورز کے دستوں نے مقابی آبادی کو عملہ "یوغماں بنار کھا ہے جس کی وجہ سے تمیں ہزار آبادی کے شر کے لوگ زندگی کی تمام سرگرمیوں سے محروم اور شدید مشکلات کا شکار ہیں۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر فوراً "اس عوامی نویعت کے مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر : تحریک التواء پیش ہوئی۔ آپ اس کی ایڈ میز بھٹی پر بات کریں۔

مسٹر ارجن داس بگٹی : جناب اسپیکر قادہ نمبر ۷۲ کے تحت ہے جس میں ہے ایک واحد تینیں مسئلے جو حال میں وقوع پذیر ہوا تحریک غرض و غایبیت ہے جو انکے اس اسیلی کا اجلاس اس کرنو کے بعد پلا اجلاس ہے جناب اسپیکر صاحب اس وقت عوام کی تکلیف کو ڈیرہ بگٹی کی تکلیف کو مد نظر رکھ کر کے ہم یہ چاہیں گے یہ طویل ترین کرنو جو متواتر چل رہا ہے جس کی کوئی وجہ نہیں ہے جس سے عوام اپنے روزمرہ کی سولتوں سے محروم ہو چکے ہیں کوئی بیار ہے تو وہ بھی دکھی ہے کوئی طالب علم ہے وہ پریشان ہے۔

جناب اسپیکر : ارجن داس بگٹی صاحب اس پر بول چکے ہیں۔ اب قائد ایوان نواب ذوالفقار علی مگسی (قائد ایوان) : جناب اسپیکر ارجن داس صاحب اور سليم بگٹی صاحب کی جو تحریک التواء ہے اس کو آپ ایڈمٹ کر لیں میں ان کے جواب دینے کے لئے حاضر ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ پڑھ لوں۔

جناب اسپیکر : اجازت ہے۔

CHIEF MINISTER Mr. Speaker curfew in Dera Bugti town was imposed on 16th March, to control the law and order situation after clash between two rival tribal groups both used heavy fire arms against each other and as result eight(8) persons five from Nawab Bugti side and Three(3) from Ahmdan side were killed. The gravity of situation demanded immediate action and curfew was therefore, imposed in the dera Bugti.

However, curfew hours were gradually reduced as the situation came under control, And it will be further reduced form 12:00 mid-night to five in morning only five hours in the night and it will be completely lifted in a few time.

قائد ایوان : اس وقت ارجن داس صاحب ملک میں نہیں تھے اور حال ہی میں آئے ہیں شاید ان کو علم نہ ہو۔ کہ ڈیرہ بگٹی میں جو کرنو کی تائمنگ ہے وہ رات دس

جناب اپنیکر صاحب اگر دیکھا جائے تو اس طویل ترین کرفتو کی کوئی بنیادی وجہ نظر نہیں آتی ہے یہ ایک دانستہ کرفتو ہے جو مسلط کیا گیا ہے جس نے وہاں کے لوگوں کو مشکلات میں ڈال دیا ہے۔ میں بلوچستان کے ایک ایم پی اے کی حیثیت سے گزارش کروں گا کہ انہوں ہوتا ہے کہ اب تک ہم بدلتے کی سیاست میں ٹھیک رہے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کے ساتھ دست و گرباں ہیں۔ ہم ایک دوسرے پر اس قسم کی بے بنیاد الزامات لگا کر کوشش یہ کر رہے ہیں کہ دلیش درودی کا سلسلہ جاری رکھیں۔ حالانکہ آج دنیا اکیسویں صدی کے اندر داخل ہورہی ہے لیکن بدقتی یہ ہے کہ ہم اب تک ایک دوسرے کے ساتھ دست و گرباں چلتے آ رہے ہیں جا ہے نواب اکبر بھٹی ہو چاہے خان محمود خان اچکزئی ہو چاہے دوسرے ہمارے کوئی پولٹیکل لیڈر ہوں وہ اس ملک پاکستان کے باشندے ہیں۔

جناب اپنیکر : اپنی تحریک کے متعلق بات کریں آپ یہ دلیل دیں کہ کس قاعدے کے تحت آپ کی تحریک باضابطہ ہے۔

مسٹر ارجمند اس بکھٹی : جناب میں اس سلطے میں عرض کر رہا ہوں کہ اس مضبوط پاکستان کی مضبوط دیوار کے مضبوط قلعے کی ایشی ہیں طویل ترین کرفتو کی وجہ سے آج لوگ وہاں مشکلات میں ہیں جناب اپنیکر صاحب کوئی ایسی وجہ نظر نہیں آتی ہے میں یہ عرض کر رہا ہوں اس آزیبل فورم کے ذریعے کہ ہمیں ناخواندگی کے خلاف لڑنا ہے۔ ہمیں جہالت کے خلاف لڑنا ہے ہمیں غربت اور بے روزگاری کے خلاف لڑنا ہے مجھے اس کے ان تمام مصائب کو دور کریں۔ ہم ایک دوسرے کے ساتھ دست و گرباں ہیں بے روزگاری کرفتو۔ اس طویل ترین کرفتو جاری ہے۔

جناب اپنیکر : ارجمند صاحب آپ یہ دلیل دیں کہ آپ کی یہ تحریک الہوا کس قاعدے نے تھت کس اصول کے تھت قاعدے کے مطابق ہے تاکہ پھر بعد میں ہم سرکار کے موقف کو سین۔

جناب اسپیکر : ارجمند اس جماں تک قانون کا تعلق ہے اور قاعدے کا تعلق ہے اس میں کوئی سمجھائش نہیں۔

مسٹر ارجمند اس بگٹی : صحیح ہے میں اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا۔

جناب اسپیکر : حرك اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : پرانگٹ آف آرڈر جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر : ہی

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اسپیکر ہمارے پارلیمانی لیڈر نواززادہ محمد سعید اکبر خان بھلی اجلاس میں آنا چاہتے تھے لیکن پولیس نے روک دیا ہے اور اسیلی اجلاس میں شرکت کرنے سے منع کیا ہے تو اس مسئلے میں ہم وضاحت چاہتے ہیں۔

CHIEF MINISTER Mr. Speaker this is absolutely incorrect it is not possible for any member of this honourable Assembly to stop him coming to the session even yesterday not yesterday but in the last session. When he wanted come to the Assembly I sent my personal squad to bring him over here. I do not think there is any other reason this is totally incorrect, what Honourable Member is saying.

جناب اسپیکر : تحریک الٹاء نمبر ۳ مخالف میر ظہور حسین خان کھوسہ صاحب۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اسپیکر میں اپنی تحریک کو واپس لیتا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر : حرك اپنی تحریک کو واپس لیتے ہیں۔

بجے سے لے کر صبح پانچ بجے تک ہے رات کے دس بجے کوئی دکان کھلی ہوتی ہے اور نہ کوئی اسکول کھلا ہوتا صبح پانچ بجے تک جہاں تک لوگوں کے اینجوبیشن کا تعلق ہے یا روزگار وہ تو متاثر ہوتا ہی نہیں البتہ اس کی باقی گراوڈ میں ایوان کو تباہوں۔

It is not correct that the city is in siege and the local population is hostage in any sense. Life in the Agency is normal All economical and the social and other activities by all citizen in formally even the political activity town is added normal level. Therefore, there is no need to bring this issue under discussion in the Assembly by adjoining by normal proceedings.

جس طرح میں نے پہلے عرض کی کہ آپ اسے ائمٹ کر لیں اس کو جواب دے دوں کہ کفتو جو ذیرہ بگٹی میں لگا ہوا ہے وہ اب رات دس بجے سے لے کر صبح پانچ بجے تک ہے۔ اور دو تین روز میں رات بارہ بجے سے لے کر صبح پانچ بجے تک کر دیا جائے گا اور ان شاء اللہ ایک ہفتے کے اندر ہم کفتو ختم کر دیں گے۔

جناب اسپیکر : ارجمن داس وزیر اعلیٰ کے وضاحت کے بعد آپ اپنے تحریک پر زور دیتے ہیں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اسپیکر اگر آپ مجھے اجازت دیں۔

جناب اسپیکر : ظہور صاحب تحریک التواء ارجمن داس نے پیش کی ہے قائد ایوان کی وضاحت کے بعد اگر وہ اپنی تحریک پر زور دیتا چاہتے ہیں تو اس تحریک کو ایوان کے سامنے رکھ دیں گے۔

مسٹر ارجمن داس بگٹی (ڈپٹی اسپیکر) : قائد ایوان کی یقین وہانی کے بعد میں اس پر زور نہیں دیتا لیکن میں درخواست کروں گا کہ میری Colleague میر ظہور حسین خان کھوسہ صاحب کو بھی اپنی Feelings بیان کرنے کا موقع دیا جائے۔

اس سے نہ عکسے چلتے ہیں۔ نہ فریق اور نہ کہ قیشاں وغیرہ تو وہاں جعفر آپاد کا ملاقلہ بھلی
سے محروم ہے بھلی کے ہوتے ہوئے بھی اور اس وقت صحبت پور کے مقام پر گرو اسٹیشن
قام ہو چکا ہے صرف نکھنن باقی رہتا ہے لیکن ملکہ واپڈا کے حکام لا پرواہی سے کام
لے رہے ہیں اور اس کو کنکٹ نہیں کر رہے تو میں چاہتا ہوں کہ اس ایوان کے ذریعے
فوری طور پر وہاں بھلی کو بحال کیا جائے تاکہ وہاں کے لوگ اس شدی گری سے محفوظ
رہ سکیں اور بھلاتے میں کاروبار اپنے احسن طریقے سے چل سکے۔

جناب اسٹیکر : وزیر قانون۔

عبد القبار و دان (وزیر قانون) : جناب اسٹیکر جماں تک تحریک التواء کا
تعلق ہے قاعدہ نمبر 72 میں تو یہ وفاقی حکومت کا مسئلہ ہے۔ جماں تک عوامی اہمیت کے
مسئلے کا تعلق ہے یہ تو پورے صوبے میں بھلی کے دولیج کی کی اور لوڈشیدنگ کا ہے ہم
ظہور صاحب سے گزارش کرتے ہیں چونکہ قاعدے کے مطابق التواء نہیں بنتی اگر
محرك اس کو قرارداد کی فہل میں پیش کریں تو اسیلی اس کو مشترک طور پر پاس کر لے۔
میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اسٹیکر میں تو اس کو قرارداد کی فہل میں پیش کیا
میں لانا چاہتا تھا لیکن ایسہ جنسی کی صورت میں میں نے اس کو تحریک کی فہل میں پیش کیا
تاکہ اس ایوان کے ذریعے عوام کی حالات زار جلد از جلد متعلقة احکام تک پہنچایا جا
سکے اور اس پر فوری طور پر اس پر عمل در آمد ہو۔

جناب اسٹیکر : کیونکہ بھلی کا بجز ان ایک مسلسل عمل ہے اور ملک گیر مسئلہ ہے
یہ وفاقی سمجھنکث ہونے کی بنا پر میں اب تحریک کو قاعدہ نمبر (72 بی) اور (ای) کے
تحت مسترد کرتا ہوں اگر محرك چاہتا ہوں تو اپنی تحریک کو قرارداد کی فہل میں لا سکتا
ہے۔

جناب اسٹیکر : میر ظہور حسین خان کھوسہ تحریک التواء نمبر 6 پیش کریں۔
میر ظہور حسین خان کھوسہ : میں فوری اہمیت کے حامل تحریک التواء کا

تحریک التواء نمبر ۴ مخاب میر ظہور حسین خان کھوسہ صاحب۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اپنیکر چونکہ میں نے اس کی تیاری نہیں کی ہے اس لئے اسے واپس لیتا ہوں۔

جناب اپنیکر : تحریک التواء نمبر ۴ میر ظہور حسین خان کھوسہ صاحب واپس لیتے ہیں۔

تحریک التواء نمبر ۵ مخاب میر ظہور حسین خان کھوسہ صاحب۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اپنیکر میں درج ذیل فوری عوای اہمیت کا حامل مسئلہ پر تحریک التواء کا نوش دیتا ہوں واقعہ یہ کہ ضلع جعفر آباد کے عوام کو اس شدید گرمی میں ایک تلوڑیں گک کی وجہ سے مشکلات کا سامنا ہے اس کے علاوہ دو لیچ کی کی وجہ سے پکھے کوار فرقع اور صنعت فیکٹری وغیرہ ناکارہ ہو چکے ہیں جبکہ محکمہ واپڈا نے صحت پور کے مقام پر گڑواشیں بھی قائم کیا ہے۔ اور اس کا تغیراتی کام بھی مکمل ہے محکمہ واپڈا کی لاپرواں کی وجہ سے گریٹ اسٹیشن اسٹارٹ نہیں کیا جا رہا ہے۔ لہذا اس عوای اہمیت کے حامل مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے اس بیلی کی کارروائی روک کر بحث کی جائے۔

جناب اپنیکر : تحریک التواء پیش ہوئی ظہور حسین صاحب آپ اس کی ایڈمزیٹی پر بات کریں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اپنیکر میں مخترا "عرض کروں گا کہ پچھلے سال بھی میں نے تحریک التواء پیش کی تھی عرصہ چار سال ہوتا ہے کہ وہاں صحت پور کے مقام پر گڑواشیں کا کام شروع ہو چکا تھا اور اب تکلی ہو چکا ہے وہاں اتنی شدید گرمی ہے 45 اور 50 کے درمیان یعنی گریٹ۔ اس کا اندازہ وہاں کے لوگ لگاسکتے ہیں وہاں ہر دو گھنٹے بعد ڈبلی چلی جاتی ہے لوڑیں گک کا کوئی شینڈول ہے نہ کوئی طریقہ کار، اس کے بغیر ہر وقت بجلی غائب رہتی ہے لیکن جب آ جاتی ہے تو اتنی کم رہتی ہے کہ

خبر آئی تھی یہ میرے خیال ڈیلی زمانہ کی خبر تھی کہ ڈیرہ بھنی میں مسجد کی بے حرمتی کی گئی ہے یہ میرے پاس رپورٹ آئی ہے لفڑیت ماجد عظیم اس کا نام ہے اور اس میں وہ خود ہی لکھتا ہے۔

CHIEF MINISTER: THIS IS REPORT FOR Lt.COL MAJID AZIM.

" AS FAR AS THE SANCTITY MOSQUE IS CONCERNED NO MUSLIM CAN EVER THINK TO VIOLATE. THE DAMAGE WAS CAUSED DUE TO INDISCRIMINATE FIRING BETWEEN THE TWO RIVAL GROUPS IN WHICH VARIOUS ARMS WERE USED INCLUDING ROCKET LAUNCHERS ETC.

آجیں کے بھروسے میں اگر مسجد کو نقصان پہنچا ہے لیکن ایف سی نے کوئی بے حرمتی نہیں کی اور آپ کو پتہ ہے کہ ایف سی میں جتنے بھی جوان ہیں وہ سب ان پڑھ پھان ہیں ہمارے فرنٹلینر کے وزیرستان کے مولانا صاحب کو پتہ ہے کہ وہ کتنے پکے مسلمان ہیں وہ جا کر مسجد کی کیسی بے حرمتی کرے گا؟

میر ظہور حسین خان کھوسہ : ہمارے جمیعت کے بھی بھر موجود ہیں انہوں نے بھی جا کر دیکھا ہے مولانا عبدالباری نے غالباً مجھے تو علم نہیں مسجد کی بے حرمتی کی گئی ہے کیونکہ یہ بہت اہمیت کا حامل مسئلہ ہے اس کے لئے بحث کی اجازت دی جائے کوئی نامم مقرر کیا جائے اور اس کماںڈر صاحب کا حوالہ ہمارے چیف فلشیر صاحب دے رہے ہیں میں اس کا تو نہیں کہہ رہا ہوں انہی کماںڈروں نے تو حملہ کیا ہے ڈیرہ بھنی کے اوپر پھر انہی کی رپورٹ پر انحصار کیا جا رہا ہے بلکہ انہی میں سے ایک کماںڈر نے نواب بھنی کو قتل کرنے سے جو ہے روکا ہے تو یہ ایک اہم مسئلہ ہے اس کے اوپر بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب اسپیکر : قاعدہ (75) (اے) کے تحت میں تحریک التواء کو ہاؤس کے

نوش دیتا ہوں کہ 16 مارچ 1996ء میں ذیرہ بگٹی شر کے اندر مورچہ ختم کرنے کے نام نہاد حرم کے دوران رحمانی مسجد کی بے حرمتی کے ذریعہ مسجد کی تقدس کو مقابی انتظامیہ اور فرنٹلینر کور کے وستوں نے پامال کیا جس سے وہاں کے عوام کے اندر اشتغال پایا جاتا ہے کیونکہ حکومت اس عمل سے مسلمانوں کے دینی چذبات بری طرح محروم ہوئے ہیں لہذا اسیلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری اہمیت کے مسئلے پر غور کیا جائے۔

جناب اسپیکر : تحریک النساء نمبر 6 پیش ہوئی آپ اس کے ایڈ مزصلٹی پر منصرہ" بات کریں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اسپیکر صاحب یہ 15 مارچ 1996ء کا واقعہ ہے وہاں انتظامیہ اور ایف سی نے ذیرہ بگٹی کے اوپر یلغار کیا یہ تو ایک بہانہ بنایا گیا کہ دوڑا سب Tribes کا آپس میں معاملہ تھا دراصل یہ تو نواب اکبر خان بگٹی کو قتل کرنے کی ایک سازش تھی جس کا بولنا اظہار ہمارے عقیم لیڈر سردار عطاء اللہ مینگل نے بھی اپنے جلسہ عام میں کہا تھا تو اس سلسلے میں ایف سی نے کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے مسجد کی چار دیواری کو منہدم کیا رحمانی مسجد کو اندر مسجد کے اندر جو قوں کے سمت داخل ہوئے اور اس کی بے حرمتی کی اور مسجد کے اوپر جا کر انہوں نے مورچے بھی قائم کئے اور لوگوں کو مسجد میں نماز کی اجازت سے بھی منع کیا اور اس کے بعد ایک جمیعت تحفظ شیر الاسلام قائم کیا گیا جو جمیعت اسلامی، جمیعت علمائے پاکستان، جمیعت علمائے اسلام، پاکستان مسلم لیگ، اور عوایی بیٹھل پارٹی نے جا کر کے دورہ بھی کیا اور واقعہ انہوں نے دیکھا کہ مسجد شریف کے اندر بے حرمتی ایف سی والوں کی طرف انہوں نے جا کر دیکھا اور ثبوت پایا تو یہ ایک اہم معاملہ ہے مسلمانوں کے ایک مقدس جگہ کو پامال کیا گیا ہے تو میں چاہتا ہوں کہ اس تحریک النساء کو بحث کے لئے منظور کیا جائے۔

نواب ذوالفقار علی مگسی (قاائد ایوان) : جناب اسپیکر جماں تک یہ

کار کو دیکھا جائے اور اس کو اگر سمجھا جائے تو تحریک التواء کی بہت بڑی اہمیت ہے مگر بدستشوی سے اس ایوان سے جو بھی تحریکیں اگر پیش ہوئی ہیں یا قراردادوں پیش ہوئی ہیں اس کا آج تک کوئی نوٹس نہیں لیا گیا آج بھی اگر ہم اس تحریک پر بحث کرنا چاہتے ہیں یا بحث کریں گے جو وقت آپ نے مقرر کیا ہوا ہے جناب اسمبلی ایمپلکر دو گھنٹے کا دو گھنٹے میں اپنی تقریر کروں گا اور دوسرے معزز ممبران بھی اپنی تقریریں کریں گے مگر ماضی کو دیکھتے ہوئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ شاید اس کا بھی کوئی نتیجہ نہ لکھے کیونکہ جس وقت کسی قرارداد کا کوئی نتیجہ نہ لکھا ہو تو تحریک کی بھی اہمیت یہاں کے حکر انوں کے سامنے اس سے زیادہ تو نہیں ہو گئی جناب ایمپلکر صاحب مسئلہ آتا ہے صوبائی خود مختاری کا نہ جانے ہم آج تک سمجھ سکے ہیں کہ صوبائی خود مختاری کا مطلب کیا ہے صوبائی خود مختاری کس کو کہا جاتا ہے آیا وہ جانور جو ہمیں دکھایا گیا ہے صوبائی خود مختاری کے نام سے وہ اس موجودہ دور میں یا جو آئین میں موجود ہے یا نہیں ہمیں آج تک کہیں نظر نہیں آ رہا صوبائی خود مختاری کا مطلب اور یہاں کے حاکموں کی نہ کہ صرف آج کے حکر انوں کی جب سے یہ آئینہ بنا ہے یا اس آئین سے پہلے جو اختیارات صوبوں کو یا ون یونٹ کے حوالے سے پیش کو دیئے گئے تھے ان پر آج تک کسی حد تک کچھ عملدرآمد نہیں ہو رہا اگر دیکھا جائے تو وہ تمام اختیارات اقتدار اعلیٰ جس میں قدرتی ذخائر، پیداوار اور جملہ وسائل پر مکمل و مترس کی آزادی تاکہ تعلیم، سائنس و تکنالوگی قوی منڈی کی مکمل تکمیل زراعت، تجارت و ثقافت میں منصوبہ بندی ترقی میں آزادی کے اصل مفہوم کو صوبائی معاملات میں عملی جامہ پہنانا ممکن ہو سکے۔

اور فیڈریشن سے ایک برابر یونٹ کی حیثیت سے تعلقات کی استواری اور فیڈریشن کو چلانے میں اہم اور برابر مقام آئے دیکھا جائے یہ سب کچھ چیزیں ہمیں ملی ہیں آئین میں تو شاید کسی کو نے میں کسی آخری صفحے پر ان کا ذکر ہو مگر عملاً ”تو میرے خیال میں ہمارے وزیر اعلیٰ بھی اس چیز سے متفق ہوں گے یہاں کی کابینہ بھی متفق ہو گی

سامنے رکھتا ہوں اور اگر ہاؤس کے کل ارکان کے تعداد کے چھٹے حصے کے مطابق اس کو ووٹ ملیں گے تو اس تحریک کو باضابطہ قرار دیا جائے گا اگر نہیں تو تحریک کو مسترد کیا جائے گا قاعدہ 75(2) کے تحت جو اس کے حق میں ہیں وہ کھڑے ہو جائیں۔

جناب اپسیکر : چونکہ تحریک کو مطلوبہ تعداد میں ووٹ نہیں مل سکے اس لئے تحریک کو مسترد کیا جاتا ہے وزیر قانون و پارلیمانی امور مجلس قائدہ برائے مال خزانہ و ترقی میں خالی نشست کو پر کرنے کے بارے میں اپنی تحریک پیش کریں۔

عبد القہار وداں (وزیر قانون) : جناب میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ مجلس قائدہ برائے مال خزانہ و ترقی کے خالی اتفاقی آسامی کے لئے محمد اسلم بلیدی کا نام تجویز کرتا ہوں۔

جناب اپسیکر : مجلس قائدہ مال خزانہ و ترقی کی خالی نشست کے پر کئے جانے کے بارے میں تحریک پیش ہوئی۔

سوال یہ ہے کہ آیا تحریک کو منظور کیا جائے۔ (تحریک منظور کی گئی)

جناب اپسیکر : سردار محمد اختر مینگل کی تحریک التواء نمبر (۱) جو کہ سورخہ 16 مئی 1996ء ایوان میں پیش ہوئی اور باضابطہ قرار دی گئی تھی اس پر بحث جناب سردار اختر مینگل صاحب۔

سردار محمد اختر مینگل : جناب اپسیکر صاحب آج کی اس بحث جو صوبائی خود مقامی کے سلسلے میں تحریک التواء 16 تاریخ کو جو پیش کی تھی سب سے پہلے میں قائدہ ایوان اور ممبران بلوچستان اسمبلی کا ملکوں ہوں کہ انہوں نے اس تحریک کے حق میں رائے دی جناب اپسیکر آج کی اس میری تقریر میں شاید کچھ الفاظ سوان طور پر بھی ہوئے چاہئے مرکز سے سوال ہو یا صوبے سے سوال ہو سب سے پہلے ہمیں تحریک التواء کی اہمیت کے بارے میں دیکھنا ہے میں یہ ہرگز نہیں کہوں گا کہ تحریک التواء کو کوئی اہمیت ہے نہیں ہمارے بلوچستان اسمبلی کی یا پاکستان کی تمام اسمبلیوں کے قواعد و ضوابط

کئے ایک تو طاقت کے ذریعے شامل کیا گیا جو آئینہ بنایا گیا اس پر ہم لوگ مطمئن نہیں تھے اور اس آئینے کو منوانے کے لئے اپنی بالادستی قائم کرنے کے لئے بار بار فوج کشی کی گئی اس صوبے پر بہر حال جو کچھ بھی دیا گیا وہ اس بھارتی کتاب میں ہے اس میں میرے خیال میں اگر اس کو تولہ بھی جائے تو لے تو کیا چھٹاںک تو کیا ہمارا میرے خیال میں وہ ماشے کا بھی حصہ اس میں نہیں ہو گا مگر جو کچھ بھی دیا گیا ہے اس پر کسی حد تک عمل درآمد ہو رہا ہے اور حقیقت میں کیا ہونا چاہئے قاب کیا ہونا چاہئے تھا تو آگے کی بات ہے پڑھ نہیں کب دوسرا آئینے بننے یا اس میں تراجم ہوں جب ترجم کی بات آتی ہے ہر وقت اس میں ہوئی ہے آئینے میں پریزوٹنٹ کی طرف سے آرڈرننس جاری کئے گئے ہیں مگر وہ تمام تراجم وہ تمام آرڈیننس جو جاری کئے گئے ہیں وہ بھی حکومتی کو قائم رکھنے کے لئے اپنے دور افتخار کو مزید پالنے کے لئے یا سب سے بڑے صوبے پنجاب کی بالادستی کو قائم کرنے کے لئے تراجم کی گئی ہیں اس میں حالانکہ وہ ہم کیا گیا تھا کہ دس سال کے بعد سکریٹ لیسٹ (List Concurrent) میں اضافہ کیا جائے گا صوبوں کو مزید اختیارات دیجے جائیں گے مگر آج تک وہ نہیں ہوا اس موجودہ حکومت کے دوران دو سال کے اندر نہیں (20) آرڈیننس جاری کئے گئے ہیں ضماء الحق تو اسلام کے دعویدار تھے مرد جاہد تھے مرد حق تھے اس نے ہمیں کیا دیا 85ء کے تراجم میں اس کے بعد نواز شریف آیا یا بے نظیر آئی نہیں موجود بے نظیر کے وقت میں ہم کو کیا کچھ دیا جا رہا ہے؟ کس حد تک پر عمل درآمد کیا جا رہا ہے؟ جتاب اسیکر آئینے کی یارث و نہ آرٹیکل ون کے مطابق

اکہ ہمیں صوبائی خود مختاری ابھی تک نہیں ملی حالانکہ پاکستان کے آئین میں قرارداد مقاصد کی شق نمبر 2 بھی کو دیکھا جائے آئین کی شق کی حیثیت سے جو اس جانب اہم تیش رفت جس میں آئین کی شق موجود ہو جب سولہ تاریخ نومبر 1947ء نے اپنی اپیچے شروع ہونے سے پہلے اس جس کا حوالہ دیا تھا وہ تمام علاقوں جو شامل ہیں یا شامل کئے گئے ہوں یا وہ علاقوں جو آج کے بعد شامل کئے جائیں گے فیڈریشن کی تفکیل کرتے ہیں اور جہاں اس کے نو شش اپنی سرحدات اور حدود اپنے اختیارات کے لئے جو کہ درج ذیل ہیں خود مختار ہوں گے جناب اپنیکر ایک تو یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی کہ وہ علاقوں جو شامل ہیں یا شامل کئے گئے ہوں کا مطلب کیا ہے اس سے لگتا ہے کہ کسی علاقے بزور شمشیر شامل کئے گئے ہیں وہ علاقوں جو اس ملک میں شامل ہونے نہیں چاہتے تھے اس کو بزور طاقت شامل کیا گیا ہے اور اس کے بعد وہ علاقوں جو آج کے بعد پاکستان میں شامل کئے جائیں گے کون سے علاقے پاکستان میں شامل کئے جائیں گے کشمیر کا حوالہ دیا جا رہا ہے یا پاکستان کو دیسیع کیا جا رہا ہے پہلے ہم سے پوچھا جائے جن کو بزور شمشیر طاقت اس ملک میں شامل کیا گیا ہے آیا ہم اس سے مطمئن ہیں آئین کے حوالے سے جو صوبائی خود مختاری دی گئی ہے یا ہم اس سے مطمئن ہیں ہم روزانہ اس چیز پر فحیختے ہیں کہ صوبائی خود مختاری نہیں ملی حالانکہ جو کچھ بھی صوبائی خود مختاری آئین میں دی گئی ہے ہم اس سے بھی مطمئن نہیں ہے گو کہ 73ء کے آئین میں ہمارا کتنا حصہ ہے وہ سب کے سامنے ہے میرے خیال میں اکثر میران میرے خیال میں تمام میران کو یاد ہو گا کہ بلوچستان سے تعلق رکھنے والے ایم این ایز نے 73ء کے آئین پر دھنٹ نہیں کئے کیوں نہیں کئے کسی لئے آج تک اس کی وجوہات معلوم کرنے کی کوشش کی آیا وہ 2 گین سے ناراض تھے آیا دھنٹ کرنا نہیں جانتے تھے یا کچھ اور مسئلہ تھا 73ء اور آج 96ء سے 23 سال گزر گئے ہمیں کسی نے آج تک یہ نہیں پوچھا ہا با آپ لوگوں نے دھنٹ نہیں کئے وجہ کیا ہے نہیں اس پر وجوہات معلوم کرنے کی بجائے ہم پر فوج کشی کی گئی کہ کیوں آپ نے دھنٹ نہیں

1. (i) Pakistan shall be a federal Republic to be known the Islamic Republic of Pakistan, here in after referred to as Pakistan.

2. The territories of Pakistan shall comprise:

(a) The province of Balouchistan, the North West frontier, the Punjab and Sind;

(b) The Islamabad Capital Territory, here in after referred to as the Federal Capital;

چار صوبے قرار دیئے گئے ہیں 73ء کے آئین میں سندھ، بلوچستان صوبہ سرحد اور پنجاب، لیکن عملی طور پر دیکھا جائے تو اس ملک کا صوبہ صرف پنجاب ہے باقی تمام چھوٹے صوبے اس کے کالونیر کے طور پر اگر دیکھا جائے کالونیر کے طور دکھائی دے جاتے ہیں سب کچھ اختیارات کا مالک پنجاب ہے اُتر یہ کہا جائے کہ نہیں یہ زیادتی پنجاب کی طرف سے نہیں ہو رہی فیڈریشن گورنمنٹ فیڈریشن کی طرف سے ہو رہی ہے تو سب سے خالا، میں، سے احتقانہ بات ہو گا سے زیاد تر اگر فیڈریشن کر رہا ہے ان تنوں

لوگ ہیں اس میں تو بھی کچھ لوگ شامل ہیں جو آئینے بناتے ہیں جو حکومتیں چلاتے ہیں جو
حکومتیں ترواتے ہیں جو ایجنسیوں میں لوگ ہیں فوج میں جو لوگ ہیں ان کا تعلق کہاں
سے ہے تمام کے تمام اگر ان کو اکٹھا کیا جائے تو ان کی بُنگاب سے آئیگی مثل صورت
ان کی بُنگاب سے ملتی رہتی ہے ثافت زبان ان کی بُنگابی ہے۔ اس کے سوا اگر ہم یہ
کہیں اپنے دل کو بہلانے کی کوشش کریں کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے ہو رہا
ہے اور بُنگابی ہمارے ساتھ برابر شریک ہے۔ ہم اس بات کو ہرگز مانتے کے لئے تیار
نہیں ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جو آئینے میں دیا گیا ہے اس پر کتنا عمل درآمد ہو رہا ہے
جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ چار صوبے ہیں۔ سندھ، صوبہ سرحد ہے بُنگاب ہے اور
بلوچستان ہے دوسرے کسی اور صوبے کا نام تو آئینے میں نہیں ہے مگر بلوچستان کو تقسیم
کرنے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ اگر فیڈریشن ہے تو فیڈریشن نے ان کے خلاف کیا
اقرارات کئے ہیں۔ آج یہ کہا جاتا ہے کہ کراچی میں آپریشن ہو رہا ہے الاف گروپ
کے خلاف یا ایم کیو ایم کے خلاف۔ اس لئے ہو رہا ہے کہ اس نے سندھ کی علیحدگی کا
نعروالگایا ہے میں بولا ہوں کہ یہ جھوٹ اور جھوٹ کے سوال کچھ نہیں ہے آج اگر ایم
کیو ایم کے خلاف آپریشن ہو رہا ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ ان کی بندوقیں کارخانے
بجائے سندھیوں کے آج ان کی ایجنسیوں کی طرف ہو گیا ہے۔ جن لوگوں نے انہیں
بنایا ہے جن لوگوں نے انہیں پورش دے کر جوان کر دیا ہے اس وجہ سے آج کراچی
میں آپریشن شروع ہے کراچی کی علیحدگی کا نعرہ تو 1985ء سے پہلے شروع تھا اس وقت
آپریشن نہیں ہوا تھا جب تک وہ انتہے مनبوط بھی نہیں تھے اور انتہے طاقت ور بھی نہیں
تھے۔ آج جو آپریشن شروع ہے ہم سمجھتے ہیں کہ سندھیوں کی ہمدریاں جلانے کے لئے
کہ ہم نے آپ کے حق میں شروع کیا ہے کہ سندھ کو علیحدہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے
یہ بالکل ملل کے جو کچھ بھی کیا جا رہا ہے وہ فوج اور ایجنسی کے مقابلے میں آکھڑے
ہوئے ہیں اس وجہ سے آج ایم کیو ایم کو کچلا جا رہا ہے۔ جو کچھ ہو رہا ہے ہم یہ نہیں

۳۶

کہتے ہیں کہ صحیح ہو رہا ہے یا غلط ہو رہا ہے مگر ان کو یہ کارروائیاں کرنی تھیں تو پہلے کرتے جب سندھ کو تقسیم کرنے کی بات ہوتی تھی آج بلوچستان کو تقسیم کرنے کی بات ہو رہی ہے مرکز سے کوئی احکامات جاری ہوئے ہیں اس کو روکنے کے لئے ہاتھ اقاعدہ سپورٹ دی جا رہی ہے اور اس کی مدد کی جا رہی ہے آج تک نہ ہمارے وزیر اعظم اور نہ ان حکوموں کی طرف سے کوئی ایسی بات ہوئی ہے کہ آئین کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ ہمیں چھوڑا جائے ہمیں تقسیم کیا جائے مگر جو بھائی آپ لوگوں نے آئین بنایا ہے اس کی خلاف ورزی ہے اس کے بارے میں تو سچو۔ جس کی قسم کھا کر آپ ایوان میں آتے ہیں جس کی قسم کھا کر آپ الیکشن میں حصہ لیتے ہیں کہ اس کی پابندی کریں گے کہ کم از کم اس کا تو خیال رکھیں۔ ہم تو رہے اپنی جگہ پر مگر آئین کی دھیان اڑائی جا رہی ہیں میں آپ کی ہمدردیوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مگر اس آئین کا خیال رکھیں جس کو آپ اسلام ری پلک آف پاکستان کا آئین کہتے ہیں یہ بھی سمجھتے ہیں کہ ان کی آئینی شفاقتی قوی لسانی تاریخی بیانوں پر از سر تو تکلیل کی جائے مگر یہ کام پارلیمنٹ کرے گا۔ فرد واحد نہیں کر سکتا پارلیمنٹ میں اکثریت جن لوگوں کی ہے اگر وہ چاہیں اس میں تراجمیں بھی لا سکتے ہیں اور صوبوں کی از سرفوجہ بندی بھی کر سکتے ہیں۔

جناب والا! جس طرح یہ کہا جاتا ہے کہ ہر کام میں مرکز مداخلت کرتا ہے ہم یہ سمجھتے ہیں نہ جانے وزیر اعلیٰ صاحب یہ سمجھتے ہیں یا نہیں وہ اپنی بات آگے چل کر کہیں گے یہاں مرکز کا جو نمائندہ بھیجا گیا ہے نہ جانے یہاں ان کا نام لیں یا نہ لیں گورنر صاحب جو ہیں۔ ہم سمجھتے تھے کہ وہ مرکز کی طرف سے بھیجا گیا ہے مگر وہ کہتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ آرٹیکل 105 کے تحت ہے۔

THE GOVERNOR SHALL ACT IN ACCORDANCE
WITH

THE ADVICE OF THE CABINET, CHIEF MINISTER.

جو کچھ یہاں مداخلت ہو رہی ہے مرکزی طرف سے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے بندے کی طرف سے ان اختیارات سے جو اسے دیئے گئے ہیں کیا وہ ان سے تجاوز نہیں کر رہا ہے آیا اس کو اختیارات ہیں کہ وہ صوبے میں لاء آرڈر کی میشنگی کاں کرائے۔ آیا اختیارات یہ ہماری کیپٹ یا چیف مشرنے دیئے ہوئے ہیں ترقیاتی کاموں کے بارے میں مینگ بلائے اور انتظامی افران کو ہر یونیٹ دے صوبے کے مختلف علاقوں کا وہ بذات خود نہ اس کے ساتھ کیپٹ مشرنے شامل ہیں نہ چیف مشرنے۔ کوئی ذمہ دار شخص اس کے ساتھ موجود ہے وہ ترقیاتی کاموں کے خود دوسرے کر رہا ہے۔ ترقیاتی کام دیکھنے کے لئے جناب اپنیکر اگر اس کو یہ اختیارات ہیں نہیں تو اختیارات کس نے دیئے ہیں۔ جیسا کہ میں نے شروع میں عرض کیا تھا کہ میری اس تقریر میں کچھ الفاظ سوالیہ ہوں گے آیا کہ اختیارات اس کو چیف مشرنے دیئے ہیں کیپٹ نے دیئے ہیں کس نے دیئے ہیں۔ چیف مشرنے دیئے ہیں چیف مشرنے اس کو کیسے اختیار دے سکتا ہے۔ کوئی آئین میں مخالف چیف مشرنے پر اختیارات ڈیورٹ Divert کر کے گورنر کو دے کہ وہ لا اینڈ آرڈر کی میشنگی کاں کرے آیا کیپٹ اس کو یہ اختیار دیتی ہے لاء اینڈ آرڈر میشنگی کاں کرے یا ترقیاتی کاموں کی نگرانی کرے۔ اگر دیئے ہیں تو پھر کیپٹ کا اور چیف مشرنے کا فائدہ کیا۔ اور میں یہ واضح طور پر کوئی گاہ کہ چیف مشرنے بھی یہ اختیارات اس کو ڈیورٹ نہیں سکتا یہ اختیارات چیف مشرنے کے اپنے ذاتی نہیں ہیں یہ صوبے کے ہیں اگر ہیں تو آج چیف مشرنے جیسا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ چھ میئنے کے بعد وہ ہوں نہ ہوں کل کوئی اور آئے گا آیا وہ ایک رسم و رواج بنا کر چلے جا رہے ہیں کہ ہر چیز کا مالک اعلیٰ یہاں کا گورنر ہو گا آرڈیننس جو جاری کئے گئے ہیں تو ایک تو مرکزی کی طرف سے آرڈیننس جاری کئے جاتے ہیں اور صوبے میں گورنر کی طرف سے بہرحال ان کو کچھ اختیارات ہیں آرڈیننس جاری کرنے کے مگر آرڈینل (2) 128

- 1) An Ordinance promulgated under this Article shall have the same force and effect as an Act of the provincial Assembly and shall be subject to restrictions as the power of the provincial Assembly to make law, but every such ordinance.
- 2) An ordinance laid before the provincial assembly shall be deemed to be a Bill introduced in the provincial assembly.
- 3) Without prejudice to the provinces of clause.

اور یہ آرڈیننس جو جاری کئے گئے ہیں اکثر دیکھے گئے ہیں کہ مل کی صورت میں ایوان میں پیش نہیں کئے گئے ہیں۔ اب نہ جانے ہم اس فیڈریشن کا نمائندہ سمجھیں میں حیران ہوں آج تک مولوی صاحب تھے اس پر فتویٰ کیوں نہیں لگایا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس قوم کی خدمت کے لئے بھیجا ہوا ہے یا فیڈریشن کا نمائندہ ہے اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہے نمائندہ ہے یا کسی ایک پارٹی کا نمائندہ ہے گزشتہ دونوں اس نے ایک پارٹی کے حوالے سے مینگ کال کی تھی جس کو Preide کر رہا تھا کہ شاید جو 1998ء میں الیکشن ہوں گے ہمیں کام اس طرح سے کرنا ہے ووٹ حاصل کرنے ہیں فلاں کو سوچنے دینے ہیں فلاں کو دوسوچنے دے وہ پارٹی کے لئے کام کرے اور ووٹ بیک پڑھائے اس کو ہم نخوٹل گورنر کیسی گے آیا واقعی یہ نخوٹل ہے آیا مرکز کا نمائندہ ہے یا کسی پارٹی کا نمائندہ ہے بروحال فیڈرل کونسل اتحادی کا قیام۔ اگر قرار دیا گیا ہے۔

Power of the provinces to entrust functions to the federation.

147. Notwithstanding anything contained in the Constitution, the Government of a province may, with the consent of the Federal Government, its officers, functions in relation to any matter to which the executive authority or the province extends.

جناب اسپیکر آیا فیڈرل کونسل افقاری جو قائم کی جا رہی ہے یا قائم کی جائے گی اس کے لئے ہمارے چیف ایگزیکٹو نے اجازت دی ہے تو یہ سراسر آرٹیکل 147 کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے جناب اسپیکر اس کے علاوہ میرے خیال میں 1993-94ء میں ایک بات چل تکی تھی کہ پرائم فشرداوس سے ایک نوٹیفیکیشن جاری ہوا ہے جس میں تمام کوٹل۔

میر محمد صادق عمرانی : پرانگٹ آف آرڈر جناب اسپیکر یہ جو تحریک الخواہ ہے جناب اختر صاحب کی انبوں نے لکھا ہے اپوزیشن لیڈر کی حیثیت سے تو ہم اس کو بحیثیت اپوزیشن لیڈر نہیں مانتے۔

جناب اسپیکر : جناب آپ نے ہمیں کوئی تحریری نہیں دی آپ تشریف رکھیں آپ کا کوئی پرانگٹ آف آرڈر نہیں بتتا۔

سردار محمد اختر مینگل : ابھی تک تو میں آئین کے آدھے حصے تک پہنچا ہوں پہلے سے اپوزیشن لیڈر کے خلاف تحریکیں ہیں کی جا رہی ہیں۔

میر محمد صادق عمرانی صاحب : جناب آپ سے ناطے ہو گئے ہیں۔

سردار اختر محمد مینگل : نہیں جی جو ناطے جوڑے ہوئے تھے وہ اب کٹ گئے ہیں پرائم فشرداوس سے جو ایک نوٹیفیکیشن جاری ہوا تھا جس میں کوٹل ایریا جو ہے اس کے الٹ مٹ میں کچھ بھی پہلے ہوئی ہے حالانکہ میں نے کافی کوشش کی کہ اس نوٹیفیکیشن کی کاپی لا سکوں پہلے اجلاس میں وہ میں نے پیش کی تھی وہ سب کیفیت کر کے مرکز کے پاس اختیارات ہوں گے اس کے جو بھی In Croachement ہے چیف فشرسر ہلا رہا ہے باقاعدہ میں ان کو نوٹیفیکیشن کی کاپی میں ان کو دکھا دوں گا جو اجلاس ہوا تھا آپ کو یاد ہو گا کو اور دو کے سلسلے پر جس سلسلے میں بات ہو رہی تھی اس سلسلے میں میں نے ریکارڈ کی طور پر اسمبلی میں بھی نوٹیفیکیشن کی کاپی دی تھی اب Withdraw کر لی

ہو تو معلوم نہیں مگر ایک بار تو احکامات تو جاری ہونے تھے احکامات کا جاری ہونا آج جو صدر کی طرف سے ایک اور آرڈیننس جاری کیا گیا ہے کہ حکومت کسی بھی صوبے میں اراضی اور جائیداد کے مقابلے میں مداخلت کر سکتی ہے وہ صوبائی حکومت کے احکامات کو منسوخ کر سکتی ہے تو جناب اسٹیکر آرڈیننس جو جاری کیا گیا ہے ہم سمجھتے ہیں آرڈینل 152 اس کی بھی خلاف ورزی ہو رہی ہے پہلے تو وہ پراؤ نشل گورنمنٹ سے پوچھتے وہ ان

کو ان کے بیاف پر Land Purches اگر لیں پراؤ نشل گورنمنٹ اس پر ایگری نہیں کرتی تو پارلیمنٹ میں ان کو جانا چاہئے تھا اگر پارلیمنٹ میں یہ بھی کامیاب نہیں ہوتے تو پھر Appointment of Chief Executive Pakistan جو ہے وہ اس کا فیصلہ کریں گے مگر اس میں تو دھڑا دھڑ آرڈیننس جاری کئے جا رہے ہیں جناب اسٹیکر اب آئیں جناب اسٹیکر و فاقہ کی طرف سے جو قانون نافذ کرنے والے ہے ان کو یا کوئی اور نام دے دیں اگر ایف سی اور کوٹ گارڈ کی زیادتیوں کو دیکھا جائے کہ Guard Frontier Constabulary Const کے حدود میں رہ کر کام کر رہے ہیں ایک سی بی آر کی طرف سے ایک نولیکھن ہے جناب اسٹیکر اس کو پڑھ کر سناؤ۔

In Exercise of the power conferred by the section six of the custom act 1969. The Center Board of Revenue is pleased to Entrust to the officer of Frontier corps operating with the twenty miles along the international Borders joining the province of Balochistan specified in the first columns of the table below the function of the officer of the customs under the provision of the said Act specified in the second columns of the table

جناب اسٹیکر جو حدود کے ان کو اختیارات دیئے گئے ہیں کی طرف سے میں میل کا ایریا ان کے پاس ہے ایک دوسرا نولیکھن and Baluchistan food and fish

Govt کی طرف سے سی بی آر میں تو انہیں بیس میل یا میں کلو میٹر ہے میں حدود کا اختیار دیا گیا تھا میں صرف آپ کو پاؤٹ پڑھ کر بتاؤں۔

*30 Kilo meter border belt in districts of Quetta Pishin Zhob-Chagai and Kharan of the province with the border with Afghanistan
30 kilo meter border belt in the districts of chagai Kharan Turbat and Gowdar of the province in Iran.*

یہ ان کے اختیارات ہیں دیکھا جائے کونہ شرپارڈر سے 30 میل دور ہے مستونگ شرپارڈر سے 30 میل کے فاصلے پر ہے اور جونہی آپ چلتے جائیں گے ایریا ہے یہاں تک آپ کو ایف سی کی مختلف پوشین نظر آئیں گی اور جس وقت بھی چاہے وہ حالانکہ اختیارات میں ان کے جو ہے کہ جس کا جہاں کتنی بھی آپ یشن کرنا چاہئے مجسٹریٹ ان کے ہمراہ ہو گا Direction ان کو مجسٹریٹ دے گا کہ کہاں بھیج کیونکہ controll کرنے کی Direction Law and order situation ضرورت ہے لیویز ان کے پاس کم ہے یا بی آرپی استعمال کرے گا بی آرپی کی نفری میں اگر کی ہے تو پھر وہ Request کرے گا ایف سی کو وہ اس کے ساتھ شامل ہوا قلاں جگہ پر Raid کرنی ہے آیا Law order انتظامیہ قانون یہ سب ان کے ہاتھ میں دے دیں ہونا تو یہ چاہئے تھا مجسٹریٹ ان کو Request کرے تاکہ ہمیں آپ کی فورس کی ضرورت ہے قلاں جگہ پر ہمیں آپ یشن کرنا ہے جس جگہ پر چاہے وہ ان کی مرضی چین لگا کر بند کر سکتے ہیں جس علاقے میں وہ Raid کرنا چاہیں کہی بارہم نے سنا ہے کہ مجسٹریٹ اپنے ساتھ لے گئے ہیں مگر کتنی کمی مجسٹریٹ بھی ان کے ساتھ نہیں ہوتا ہے کوئی گارڈ کی زیادتیاں دیکھیں ان کا تو بھی With in twenty 20 Miles دیکھیں وہ کھڑے ہوئے ہیں او تھل میں دیکھیں آپ وہ کھڑے ہوئے ہیں ہر آنے جانے پر چاہئے وہ میرے خیال میں اسمبلر تو ان کے اپنے ساتھ ہی مل کے گزر جاتے ہیں مگر ہر شریف شہری کو اس طرح نگ کیا جاتا ہے اس طرح ان کے ساتھ ذیاقتی کی جاتی ہے کہ

ان کو یہ احساس دلائیں ان کو مجبور کیا جائے ان کو احساس دلانے کے لئے کہ ان کے ہم حاکم ہیں تم غلام ہو سڑکوں پر عورتوں کو اتار کر ان کی بے حرمتی کی جاتی ہے۔ آیا یہی اس آئین کے بدلتے میں ہمیں ملا ہے یہ خطا کی تھی کہ ہم نے اس پر دستخط نہیں کئے تھے اسی خطا کے نتیجہ میں ہمیں سزا اس صورت میں دی جا رہی ہے۔ جناب اپنے کریمیہ تو رہی ان کی زبانیاں اب ہمیں وہ دے کیا رہے ہیں فخر عرصہ میں میں جو ڈنگا جمع کر سکا ہوں گیس اور قدرتی ساحل ہے جو خوش شستی اس کو کہیں کہ ہمارے صوبہ بلوچستان سے دریافت کیا گیا ہے 1958ء میں اگر میں غلط نہیں ہوں آج تک ہمارے کسی علاقے سوائے کوئی اور اب مشکل سے جا کر گیس مستوگ تک پہنچی ہے پلے تو یہ کہا جاتا تھا کہ آپ ہائیک پر ہیں کوئی کا علاقہ ہائیک پر ہے کوئی گیس آئی نہیں سکتی وہ جو ان کے آباء اجداد نے جھوٹ کا سارا لیا تھا وہ انہوں نے خود ہی غلط ثابت کر دیا اس کے علاوہ آئین کے آرنیک 158 میں دیکھا جائے تو پرائیٹی Priority اس علاقوں کو پلے دی جاتی ہے جہاں سے گیس دریافت کی جاتی ہے۔

The Province in which a well-head of natural gas is situated shall have precedence over other parts of Pakistan in meeting the requirements from that well-head, subject to the commitments and obligation as on the commencing day.

ہمیں کیا اولیت دی گئی ہے کیا اس میں ہمیں ملازمتوں کے سلسلہ میں اولیت دی گئی ہے جو بھی گیس میں ملازمتوں کے سلسلہ میں بھرتی ہو رہی ہے تو میں یہ کوں گا کہ اکثر 95 فیصد بھرتی دوسروں صوبوں سے کی جا رہی ہے یہاں تک کہ اس کا جو ہیڈ آفس رکھا گیا ہے حالانکہ گیس بلوچستان سے نکلتی ہے اس کا جو ہیڈ آفس کوئی میں ہونا چاہئے تھا اس کا جو ہیڈ آفس کراچی میں رکھا گیا ہے۔

گیس پلاٹی کی اہمیت۔ میرے خیال میں آج دیکھا جائے تو سوئی جہاں سے گیس نکلتی ہے اس کے کنویں ہیں وہاں پر بھی پوری طرح سے آج تک گیس نہیں دی گئی ہے

وہ کالونیز جو وہاں بنائی گئی ہیں سوئی گیس کی طرف سے اسیں تو گیس دی گئی ہے مگر وہ آبادیاں جو وہاں پر قدیم وقت سے ہیں ان لوگوں کو آج تک گیس نہیں دی گئی ہے کوئی نہیں میں مشکل سے کچھ عرصہ پہلے ہی گیس پہنچی ہے اس سے پہلے جو بمانے انہوں نے کیتے انہوں نے اسے خود غلط ثابت کیا ہے مستونگ میں بھی بڑی مشکل سے اب آکر گیس پہنچی ہے جناب اسپیکر کیا یہ بھی آرٹیکل کی خلاف ورزی نہیں ہے علاوہ اذیں رائلٹی ایکسائز گیس سرچارج جناب اسپیکر پاکستان سے جو گیس لفڑی ہے وہ ہے 107 بلین کیوبک فٹ بلونچستان جو اپنا حصہ اس گیس سے دے رہا ہے وہ دون بلین ہے اس میں سے 107 اعشاریہ گیس سوئی سے نکالی جا رہی ہے ۳۰ اعشاریہ باقی سندھ کے مقام کنڈھ کوٹ سے اور خاص خیلی کے علاقے سے نکالی جا رہی ہے اور باقی جو ۲۰ پرنسٹ ہے وہ پنجاب کے سے ڈھوڈک میل اور دکنی کے مقام سے نکالی جا رہی ہے جناب اسپیکر کتنی گیس ہمارے ہاں سے اس ملک میں دی جا رہی ہے ۱۲۶۵ پرنسٹ I am not wrong If وہ بھی گیس کی فروخت پر جناب اسپیکر دی جا رہی ہے ایکساائز جو کوکٹ کی جا رہی ہے فیڈرل کی طرف سے ۱۸'۱۷ روپے per hundred ^{cubec feet} پر ہندرڈ کیوبک میٹر کماں اور جو کچھ ہمیں دیا جا رہا ہے جناب اسپیکر رائلٹی کی صورت میں ۵۰٪ ۱۲ پرنسٹ دئے جا رہے ہیں ڈیپمنٹ سرچارج جو ۴۷۰ ارب تھے وہ ۹۲-۹۹ء میں جب میرے خیال میں نواز شریف کی حکومت میں جناب اسپیکر ۴۷۰ نہیں تھے ۴۶۶ ارب۔

جناب اسپیکر : ۱۴ ارب تھے یا ۴ کروڑ۔

سردار محمد اختر مینگل : سوری جناب چار ارب تو جناب اسپیکر وہ ابھی گھٹ کر ایک ارب ستر کروڑ کے قریب رہ گیا ہے اس میں پھر کٹوتی کی گئی ہے جناب اسپیکر۔ حالانکہ ہم یہ سمجھتے ہیں جناب اسپیکر جس طرح سے نرخ پورھتا جائے گا یہ ڈیولمنٹ سرچارج ہمیں اس طرح سے دیجئے جائیں گے مگر اس میں کٹوتی کی گئی ہے اور جس طرح اس ایوان نے مشترکہ طور پر ایک قرارداد پاس کی ہے جیسا کہ میں نے پہلے کہا تھا کہ

ہماری ریزو لیشن کی کوئی اہمیت بھی نہیں ہے یہاں سے وفد کی صورت میں چیف فلشٹر ممبر کی بست ممبر صوباء اسکلی ایم این اے سینٹر وفد کی صورت میں وہاں گئے یہ تین دن انہیں کرائی گئی تھی کہ جو کوئی کی گئی ہے وہ واپس آپ کو مل جائے گی میرے خیال میں آج تک اس کا ایک حصہ بھی نہیں ملا وعدے کئے گئے جو آگیا ہے بجٹ بن رہا ہے میرے خیال میں کسی حد تک بجٹ عمل ہو گیا ہو گا مگر آج تک اس سے ایک پیسہ بھی نہیں ملا جناب اسپیکر ان تمام زیادتیوں کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے یا اگر ہم حالات کو دیکھ کر شک کریں تو میرے خیال میں ہم غلط نہیں ہوں گے آئندہ بھی حالات ایسے ہوں گے یہی زیادتیاں ہمارے ساتھ کی جائیں گی یہ ہم سمجھیں کہ پاکستان ایک فیڈریشن ہے یا پھر وہ اختیارات جوہتی ہوئے ہمیں پھر وہ یونٹ کی طرف دھکیلا جا رہا ہے جس وہ یونٹ کے خاتمہ کے لئے جدو چمد کی گئی تحریکیں چلائی گئیں لوگوں نے جانوں کی قربانیاں دیں چند لوگوں نے مالوں کی قربانیاں دیں آیا پھر وہ یونٹ کا خول ہم پر مسلط کیا جا رہا ہے اگر نہیں اگر وزیر اعلیٰ صاحب کہتے ہیں کہ میرے ان تمام دلائل کے باوجود میں غلط ہوں صوبائی خود مختاری ہے تو وہ صوبائی خود مختاری کس کو سمجھتے ہیں کیا ہے صوبائی خود مختاری - آیا وہ صرف وزیر اعلیٰ کا قائم ہونا ہے صوبائی خود مختاری وہ آج تک وزیر اعلیٰ کی کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں یہ صوبائی خود مختاری ہے گاڑیوں کی بڑی فلیٹ جمع کر لی ہے یہ ہے صوبائی خود مختاری - تیل کے کاروبار میں حصہ ہے کیا یہ ہے صوبائی خود مختاری یہ صوبائی خود مختاری صوبہ کے لئے نہیں ہے یہ پھر فرد واحد کے لئے ہے ہم اس صوبائی خود مختاری کو کسی بھی صورت میں تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں جناب اسپیکر - ان تمام وجہات پہان کرنے کے باوجود اگر ایوان سمجھتا ہے کہ ہم خود مختار ہیں اپنے اختیارات میں تو اس کے ذمہ دار بھی وہ خود ہوں گے۔ مریانی جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر : ڈاکٹر عبد المالک صاحب۔

ڈاکٹر عبد المالک بلوج (وزیر تعلیم) : جناب اسپیکر! آج کی اس قرار

داد کی نزاکت کو مد نظر رکھتے ہوئے میں کوشش کروں گا کہ جذبات سے ہٹ کر ان
حقائق کی نشاندہی کروں جو اس وقت اس میں موجود ہیں جیسے ریاست کے بارے میں کما
جاتا ہے کہ جب طبقاتی تضادات ناقابلِ حل ہوں گے تو ریاست وجود میں آجائے گی
پاکستان کو قائم ہوئے تقریباً "اب پچاس برس ہونے والے ہیں اب ان پچاس برس میں
اختیارات کی طبقاتی بنیادوں پر بھی چوری کلکش ہے ان تضادات کی بھی تاریخ ہے۔ جو
1935ء کے انہیں ایکٹ سے شروع ہو کر 1956ء پھر 1966ء اور 1973ء کے آئین کی
میل میں یہاں پر آئے ہیں شروع دن سے یہاں بالادست طبقے نے اپنے مفادات کی
خاطر استعمال کیا اور بہت سے آئین نافذ کرنے کی کوشش کی لیکن گوربا چوف نے جاتے
جاتے ایک نفرہ کہا تھا اس میں یہاں کوٹ کر دوں گا کہ "انسانی فکر سے انسانی معاشرہ
زیادہ سمجھیہ ہے" ہم یہاں پر جو باتیں کرتے ہیں اختیارات کی اور میرے اپوزیشن لیڈر
نے بہت سی چیزوں پر اپنا نقطہ نظر پیش کیا ہے میں اس کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا لیکن
میری دعا ہے کہ وہ بھی اقتدار کی کرسی پر بیٹھ کر سوتیلی چلائیں جو آج گھمی صاحب کے
متعلق کہہ رہے ہیں بھر حال میں آج بھی سمجھتا ہوں کہ اس طبق میں جو بنیادی مسئلہ ہے
چاہے وہ سیاسی ہو چاہے وہ معاشی ہوں یا وہ ثقافتی ہوں وہ حل نہیں ہوئے ہیں اور ان کو
حل کرنے کے لئے سجدہ کوششیں بھی نہیں ہوئی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان بنیادی
طور پر جو چار فیڈریٹنگ یونٹ پر مشتمل ہے چار قومیں رہتی ہیں اس بنیادی اصول کو
جب تک تسلیم نہیں کیا جائے گا یہ مشکلات حل نہیں ہوں گی چونکہ میں سمجھتا ہوں کہ
ایک قوم نہیں میرے سیاسی حقوق ہیں تب جا کر آپ میرے ثقافتی حقوق کی پاسداری
کریں گے جب آپ مجھے قوم کی حیثیت سے نہیں مانیں گے تو میری ثقافت کیسی کی نہیں
رہے گی آج پاکستان میں بالادست طبقے نے عموماً "کوشش کی ہے کہ اپنے مفادات کو
تحفظ دے اور یہاں کے غریب عوام کو روز بروز اس کو مزید بدحال کرتے چلیں یہ
اختیارات کو اگر ہم دیکھیں کچھ آئین میں ہیں کچھ اختیارات ایسے ہیں جو ہم چاہتے ہیں

میں سمجھتا ہوں کہ 1947ء کا جو ریزولوشن تھا تمام مسلم لیگی بھی موجود تھے اس میں ایک بات کلینر کٹ تھی کہ پاکستان میں کمونیکیشن فارن آفسرا اور ڈپیش پڑے سبجیکٹ ہونے چاہئیں باقی تمام سبجیکٹ فیڈریٹنگ یونٹ کے ساتھ ہونے چاہئیں لیکن اس چیز کو تسلیم نہیں کیا گیا اور آج بھی ہماری پبلز پارٹی اپنا ایکشن نہم چلا رہی تھی اس نے جب نیو سو شل کنٹریکٹ کی بات کی تو ہم بہت خوش ہوئے کہ شاید وہ 1973ء کے آئن میں جو بہت سے حل طلب مسئلے ہیں جو اختیارات کی تقسیم ہے وہ سو شل کنٹریکٹ کے حوالے سے اسے تسلیم کر کے اس پر عمل درآمد کیا جائے گا اور جو ایم آر ذی کی تحریک چلی تھی۔ اس میں تین سبجیکٹ فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ باقی صوبائی حکومت کے ساتھ ہوں گے اس کا ڈرافٹ بھی موجود ہے آج بھی پبلز پارٹی سمجھتی ہے کہ اس نے اس ڈرافٹ پر دھنخدا کئے ہیں جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اقتدار سے پہلے اور اقتدار کے بعد میں بہت یہ چیزیں بدل جاتی ہیں اور یہ ملک کا سب سے اہم مسئلہ ہے کہ ہم نے آئین سازی کی جانب جائیں اور نیو سو شل کنٹریکٹ کی طرف جائیں اور فیڈریشن کے پاس صرف تین سبجیکٹ پر اونٹل کے پاس ہونے چاہئیں جس میں فارن پالیسی ڈپیش اور کمونیکیشن۔ باقی تمام تر سبجیکٹ پر اونٹل کے پاس ہونے چاہئیں اس کے ساتھ میں یہ سمجھتا ہوں جو اس وقت آئین میں موجود ہے جو رائٹس Rights ہمیں دیئے گئے ہیں اس آئین میں بھی عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے آئین میں جو تین لشیں ہیں فیڈرل لسٹ پر اونٹل لسٹ اور کنکرنٹ لسٹ کنکرنٹ لسٹ دس سال بعد صوبوں کو ملنے چاہئیں تھیں لیکن کنکرنٹ لسٹ دیئے ہی اب تک بڑی خوب صورتی سے اپنے پاس رکھی ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ آئین والیشن Violation ہے اس کے لئے چیف نشر صاحب سے مختلف اوقات میں بات ہوئی تھی ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہماری اس ریزولیشن کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی فیڈرل گورنمنٹ نے تو ہمیں اس کے لئے باقاعدہ طور پر جو رائٹس ہیں اختیار کر کے ہمیں کوئٹ میں جانا پڑے گا تاکہ جو آئین کے بنیادی کلاز ہیں ان کی جو وانیشن ہو رہی ہے

اس کو ہم کس طرح کنٹرول کر سکیں اس کے بعد آئین میں کمی اور بہت سی تبدیلیاں آگئی ہیں۔ کچھ اختر صاحب نے کی ہیں کچھ میں کروں گا کہ بڑی خوب صورتی سے بہت سی چیزیں آئین میں دی گئی ہیں اس پر عمل در آمد نہیں ہوا رہا ہے فرض کریں کلاز 37 میں چاہے تعلیم ہونی چاہئے INFRASTRUCTURE انفراسٹراکچر ہو اس میں صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ صوبوں کی پسمندگی کو ختم کرے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر عمل فیڈرل حکومت نے چاہے موجودہ فیڈرل گورنمنٹ ہو یا سابقہ ہو کوئی کام نہیں کیا گیا جس سے بلوچستان کی پسمندگی ختم ہو اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ آئینی والیش Violation ہے جو انسانی حقوق ہیں دوسرے کلاز جو اس میں ڈالے گئے ہیں ان پر عمل در آمد نہ کیا جائے تو بڑی سمجھیگی سے سوچا جائے کہ استھان کی ہر شق کا خاتمه کیا جائے لیکن استھان کا روٹنگ کلاس یا صاحب اقتدار لوگ خود اپسکھر لانٹھیٹھو ہیں خود اپسکھلائیٹ کر رہے ہیں کس کی عوام الناس کی۔ آئین میں تو استھان کی کوئی گنجائش نہیں ہے لیکن عملہ "ہے۔ اس کے علاوہ میں کچھ بہت سی موٹی موٹی پاتوں کا ذکر کروں گا کیونکہ بہت سے دوستوں نے اس سلطے میں بات کرنی ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ جمورویت بغیر اقتصادی حقوق کے بے معنی شے ہے۔ جب تک بلوچستان میں یا عملی طور پر اس سارے ملک میں اقتصادی حقوق نہیں ملیں گے جمورویت بے معنی ہے اور بلوچستان کے اندر اقتصادی حقوق کے حوالے سے ایک معمولی سمجھ Skitch دکھاؤں گا کہ 1996ء اور 1995ء میں جو فیڈرل گورنمنٹ کی بجٹ کی پوزیشن تھی وہ 272 ارب کے قریب تھی اس میں 92 ارب کو ہم نے بتانا این ایف سی میں انیلاسز کیا اس میں دو پرسنٹ بھی بلوچستان کو نہیں ملا ہے اور جو کارپوریشن کے بجٹ ہیں وہ تقریباً 60-62 بلین کے قریب ہیں میں آپ کو صرف تین کارپوریشنز کی مثال دوں گا جس سے ثابت ہو گا کہ فیڈرل گورنمنٹ بلوچستان کے ساتھ کیا کیا زیادتیاں کر رہی ہے بیشتر ہائی وے اتحاری کو آپ لے لیں مچھلے سال نیشنل ہائی وے کا مجموعی بجٹ 12

ارب کے قریب تھا اور اس میں جو ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیں غلط لیگرز تباکر دیے گئے ہیں لیکن ہم اس کو ہی مانیں فیڈرل گورنمنٹ کا کہنا ہے 35 پرسنٹ ہائی وے بلوچستان کا حصہ ہے تو بارہ ارب میں سے ٹوٹل شیز ہمارا چار ارب روپے بنتا ہے اس بارہ ارب میں سے انہوں نے سی ایم کے ساتھ صرف پچاس کروڑ کا کمشنٹ کیا ہے ان کو ہترپتہ ہو گا۔ میرے خیال میں جو بھی لائیبلیٹیز Liabilities تھیں پرانی حکومت کی وہ بھی نہیں دے رہے ہیں نئی حکومت تو اپنی جگہ پر ہے اس کے علاوہ جو زیادتیاں واپڈا میں ہو رہی ہے واپڈا میں ٹوٹل بجٹ 27 بلین کے قریب ہے اور واپڈا کا تغیراتی بجٹ ٹوٹل بجٹ بلوچستان کے قریب ہے جو کہ چار ارب ٹرانسمیشن لائن کا بجٹ ہے اور بلوچستان کا ٹوٹل اے ڈی پی چار ارب ہے اور ستائیں ارب میں ہمارے ساتھ جو ہو رہا ہے پہلے ہر ایک ایم ڈی اے کو کہا گیا ہے کہ آپ لوگ ایک ایک رہمات کا نام دے دیں۔ جس کی تھیں لاکھ سے زیادہ لاگت بدلی پہنچانے کی محاجاش نہ ہو لیکن اس سال وہ بھی ہم لوگوں سے لے لیا گیا ہے اب جموئی طور پر واپڈا کے 27 ارب میں اس ٹوٹل کام جو بلوچستان میں ہے وہ ایک فیصد یا دو فیصد بھی نہیں ہو گا اور تیسرا بات جو میں سمجھتا ہوں زیادتی بلوچستان کے ساتھ اپنے وسائل تو نہیں کچھ وسائل تو ملک کے ہیں ہم ان سے شیز مانگتے ہیں کچھ ہمارے اپنے ہے جیسا کہ اندر صاحب نے گیس کے بارے میں کہا ہے۔ گیس میں جو زیادتی بلوچستان کے ساتھ ہو رہی ہے اس کو ہم نے این ایف ہی میں کوشش کی ہے اس کو دہاں ہائی لائٹ کی ہے اور میں اس کی آپ کو معمولی ایک دو مثابیں دے دوں اس وقت ٹوٹل گیس کا 35 فیصد واپڈا لے جا رہا ہے۔ اور 25 فیصد گیس ٹوٹل پروڈکشن پاکستان کی ہے وہ آپ کے فارٹیلائزر لے جا رہا ہے۔ واپڈا میں ہمارا شیز نہیں ہے فارٹیلائزر میں ہمارا شیز نہیں ہے 20 فیصد وہ آپ کے ملک کی فیکٹریاں لے جا رہی ہیں صرف بلوچستان جو پنجاب انڈسٹری کی مد میں بچا رہا ہے وہ دو سو ارب ہے جو ہم نے گلکولیٹ کیا ہے اگر بلوچستان کی گیس نہیں ہوتی تو پنجاب کو جیسے آج

ہمارے ساتھ پڑوں نہیں ہے ہم پڑوں باہر سے محفوظ ہیں پاکستان میں اگر گیس نہ ہوتا تو وہ ازیجی کا استعمال کرتا اور اس ازیجی کے جو اخراجات ہو جاتے وہ جن کا ہم نے اندازہ کیا ہے وہ دو سو ارب کے قریب ہے اس کے علاوہ 18 فیصد جو گیس گھرپلو استعمال کے لئے ہے وہ بھی پاکستان میں تقریباً "52 لاکھ" کے قریب کنکشن ہیں جو ہم نے اندازہ لگایا ہے اس میں بلوچستان میں صرف گھرپلو کنکشن 65 ہزار ہیں۔ گیس کی توسعہ ہر روز آپ ٹی وی پر دیکھ رہے ہے کہ فلاں جگہ افتتاح ہوا فلاں جگہ پر کام ہو رہا ہے یہ تو توسعہ ہے اس کے تمام اخراجات بلوچستان کے گلے میں ڈالے جا رہے ہیں میں آپ کو سوکی سدرن گیس کی مثال دوں گا سوکی سدرن گیس کے جو اخراجات ہیں وہ 22 بلین ہیں سوکی سدرن نے دو ہزار جاب Jobs دیئے ہیں 1995ء میں بلوچستان کو 17 سو دیئے ہیں وہ بھی بڑی مشکل سے ہم نے لئے ہیں اور ابھی تک ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اور مل جائیں جس کے اخراجات پر وہ ہے بلوچستان کے اخراجات ہے ہمارے نوٹل انفارمیشن کا بجٹ جس میں بیانڈر وغیرہ دیتے ہیں وہ 90 لاکھ کے قریب ہے لیکن صرف سوکی سدرن گیس جو ایک کمپنی ہے اس کا ڈیڑھ ارب روپے اس کے پہلے کھن سکیڈ کا ہے تو کہنے کا مطلب ہے یہ تو سوکی سدرن ہے سوکی نادرن تو اس سے زیادہ بڑا ہے ان تمام کاموں میں جو بلوچستان کے وسائل ہیں وہ فیڈرل گورنمنٹ لوٹ رہی ہے اس کی مثال نہیں ملتی ہے بخاک کی اپنی پروڈکشن نہیں ہے اس کی صرف آبادی زیادہ ہے اس سے جو بھی بات کرتے ہیں بھائی پاپلیشن کی بات کرو ہم کہتے ہیں وسائل کی بات کریں گیس یہاں سے پیدا ہوتا ہے یا کوڑ آگل ہے وہ ہمارا یہ پیداوار ہے آپ کی پیداوار تو پاپلیشن ہے اب اس بلوچستان کو دینا تو اور بات اس سے کتنا لیا جا رہا ہے اس سے اعلاءے جا رہے ہیں پر او نسل اتنا نوی یہی ہے جس میں رائیس Rights کوئی نام و نشان نہیں ہے میں سمجھتا ہوں کہ آج کی جنگ اکنامیکل Economical اور میں اپنے معزز دوستوں سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اب جذبات کا وقت نہیں ہے ہم کسی

بھی فورم میں جائیں ہماری یہ کوشش ہو کہ بینٹل اسمبلی کے ارکان ہیں یا بینٹ کے بلوچستان کی گیس کو وہ اکنامیکل فور پر بیٹھ کریں آپ کی آمدی یہ ہے آپ کے اخراجات یہ ہیں ہمارے اخراجات یہ ہیں اس کے ساتھ آئین میں ۵۶۴ کی سروں کا جو کوٹھ ہے اس کو بھی دانٹھ کیا جا رہا ہے اس میں بھی ۱۴۵ فیصد کا ہمیں کوٹھ نہیں دیا جا رہا ہے تو یہ تمام مشکلات جس کو ہم سمجھتے ہیں اور مجھوں طور پر جب فیدریشن ڈی سینٹر لائیزیشن decentralization کی ہاتھ نہیں کرتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ فیدریشن میں استحکام نہیں آئے گا اس وقت تمام دنیا اکنامیکل ریس میں ہے اور اکیسویں صدی میں ہم یہ تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں کہ اس اکنامیکل ریس کو ہم کتنی شدت محسوس کریں گے اور اس کے ساتھ جو اقتداری حوالے سے پرانی پارٹیزنس کے حوالے سے میں دوستوں کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ "پچھلے سال تقریباً" موجودہ حکومت نے سوارب کے قریب انہوں نے پرانی پارٹیزنس کی ہے سوارب کی پرانی پارٹیزنس میں بلوچستان کو کچھ نہیں دیا گیا ہے ان کا یہ پوائنٹ آف دیو کہ یہ تمام فیکٹریاں چونکہ ہنگاب میں ہیں یا دوسری جگہوں پر ہے ہم فنڈ کیوں دیں کہ بلوچستان میں یہ فیکٹریاں جوئی ہیں وہ مختلف اداروں میں آئی ایف اور ورلڈ بینک سے لوں لے کر یہ فیکٹریاں بنائی جس کی پاکستان کے ۲۵ بینڈ والر کے انٹر بینٹل ڈیٹیز ہیں اور ان کے اڑات ہم پر تو پڑیں گے اور مقرر ضرر ہم پاکستان کے سب لوگ ہیں؟ اگر یہ سندھ کی پروڈکشن ہے یا ہنگاب کی پروڈکشن ہے تو ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہے چونکہ ان کی رقم سے آپ نے یہ فیکٹریاں بنائی ہیں اس سے آپ نے دوسری امکنی دیزیکی ہیں اب ان کو آپ پیچ رہے ہیں پرانہ شہزاد کر رہے ہیں اس میں بھی بلوچستان کا مساوی حصہ ہے ہم سمجھتے ہیں کہ آپ نے ایک ارب کی پرانی پارٹیزنس کی ہے اس میں بلوچستان کو اس کا مساوی حصہ دے دیا جائے تاکہ وہ اپنی پسمندی کو ختم کر سکے کہنے کو قبضت پکھ رہے ہیں سب کو تقریر کرنا ہے میں یہ عرض کروں گا کہ بلوچستان کے حقوق کے لئے ہمیں مشترکہ طور پر جدوجہد کرنے کی

ضرورت ہے خواہ وہ ہم سوچائی گوارنمنٹ کے حوالے سے یہ کیس پیش کریں گے اس میں ہماری یہ کوشش ہوئی چاہئے کہ ہم اپنی کیس کو پولیسکل سارا لے لیتے کہ ہم غریب ہیں ہم بحکمت ہیں کہ ہماری خبرت پر کسی کو ترس نہیں آتا ہے ہم اپنے ریسورسز کو ہائی لائیٹ نہیں کریں گے ہماری جگہ یہ ہوئی چاہئے اس کے حقائق کے ذریعے ہائی لائیٹ کریں گے اگر ہم یہ کہیں کہ ہمیں کچھ نہیں ملا تو ہمیں بلوچستان کے حوالے سے ملک کے حوالام سے تعاون کرائیں ہٹری۔

(اس مرحلہ پر جناب رئیس اسپیکر کی امدادی صدارت ممکن ہوئے)۔

جناب رئیس اسپیکر : داکٹر فیض اللہ صاحب۔

ڈاکٹر فیض اللہ خاں۔ (وزیر ملازمت ہائے لفظ و نسق عمومی) :

جناب اسپیکر میں ذاتی طور پر وزیر اعلیٰ صاحب کا ہٹریہ ادا کرتا ہوں جو کہ انہوں نے اس اہم تحریک الحوائے پر بحث کرنے کی تائید کی۔ اور ساتھ ہی میں سردار اختر میںگل صاحب کا بھی ہٹریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے تحریک الحوائے کے ذریعے بعض بجاوی پیاریوں کی طرف نکان دیئی اور میرزاں کو اپنی رائے پیش کرنے کا موقع فراہم کیا۔ ہوتا یہ ہائے شاکر اسکی کے تمام ممبر اپوزیشن اور اقدار موجود ہوتے تاکہ ہر ایک اس پیاری پر اپنی رائے کا اعتماد کر سکے بہر حال میں مختار۔ ان پیاریوں پر تھوڑی سی روشنی والنا ہوتا ہوں اصل میں قرار داد پاکستان 1940ء جس کا بجاوی محدث بھی شاکر پاکستان ایجنسی کا جزو ہے یہ اس کی بجاوی تھی اور ہو کر سب کے لئے قابل تعلیم تھی اسیجسٹ کا جزو جس کا مطلب تمام ایجنسٹ ہو اپنی ایڈریونی ٹوڈو ہماری حاصل ہو گئی اور مرکز کے ساتھ کچھ چیزوں پر شرائط ہو گئی بعد میں یہی ہاتھ شاید کچھ علاقوں کے لئے قابل تعلیم نہیں رہی اور انہوں نے سال دو سال بعد مجھے اپنی طرح باد شیں 1946ء میں اس قرار داد پاکستان میں یا قرار داد لاہور میں کچھ تبدیلیاں کیں اور اس میں ایجنسٹ ہائکوں کا ہائک ایجنسٹ ہے جو کہ مختلف ایئر پر مسئلہ ہے پہاں

سے یہ پیاری شروع ہوئی پہلے ٹھیک ٹھاک مسئلہ تھا کہ پاکستان ایک ایشیت ہے جس میں
فلان فلاں علاقے شامل ہیں مغربی یا مشرقی پاکستان ہے۔

میر سعید احمد ہاشمی : جناب اپنیکر تھوڑی سی میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں
جس طرح ڈاکٹر صاحب فرمائے ہیں۔

جناب ڈی اسپیکر : جی ہاشمی صاحب۔

مسٹر سعید احمد ہاشمی : یہ درست ہے کہ قرارداد پاکستان 1940ء میں لفظ ایمیٹھ تھا اسیٹ کا استعمال کیا گیا یہ کہتے کہ شاید اس وقت قائدین سے غلبی ہو گئی ہو جو کہ میں ذاتی طور پر اس کو ماننے کے لئے ہمارا نہیں ہوں وہاں تصور لفظ ایمیٹھ کا تھا لیکن جس طرح بعد میں جیسا کہ ڈاکٹر صاحب لشارہ کرتے ہیں وہ میرے خیال میں of constitution ہے آرنسٹل 12 اے کے تحت Objective Resolution اس میں بھی لفظ ہے This is part in units will be autonomous جو یونیٹس کا لفظ ہے Shall form a federation where as اسیٹ کا لفظ ہے

جگہ دے تصور 1946ء تک قائم تھا۔

ڈاکٹر حکیم اللہ خلان : اس کے بعد ری سے بیاری شروع ہو جاتی ہے اور اس کا مرکز یہ تھا کہ ستر لاپڑش شاید ہم لوگوں میں سے کسی ایک ایشیت کو یہ نامنحور تھا بعد میں اس پر چلتے چلتے شاید اس سے بھی تسلی نہیں ہوئی اور انہوں نے پاکستان کو دو حصوں میں مغربی اور مشرقی پاکستان میں پر اٹی سٹم قائم کیا کیونکہ اس میں ایک صوبے کی آبادی 56 فیصد اور دوسرے کی شاید 44 فیصد تھی تو وہ سمجھ رہے تھے شاید ایک حصے کو زیادہ ملے اور دوسرے کو کم انہوں نے کہا کہ ہماری سٹم کو نہیں مانتے ہیں لہلہ اس سٹم کو مانتے دونوں کو رہا ہی کی بنیاد پر شاید تیرے استھن پر اس میں بھی تسلیم نہیں ہوئی اور اس کے بعد چلتے چلتے انہوں نے سب کو ختم کیا اور وہ یونیورسٹی نہادیا اور وہ یونیورسٹی مختلف

مراحل پر بنیادی مقاصد سے بہتے بہتے وہ دن یونٹ پر آگئے اور تمام اختیارات ایک جگہ پر مرکوز کر دیئے۔ بیس سے آگر کافی عرصے کے بعد یہ چلتے چلتے ایک سخت بیماری کی ٹھیک میں تبدیل ہوا یہ بیماری مرکز سے شروع ہوئی اور سڑتے سڑتے جب اس نے تمام بدن کو

ملوث کیا تو 1972ء کا یا 1971 کا سانحہ وجود میں آیا اور اس سے بغلہ دلیش وجود میں آیا بعد میں جو بچے کپھے تھے انہوں نے محسوس کیا کہ اس بیماری سے ہمارا یہ نقصان ہوا اب اس کو کس طرح ٹھیک کرنا ہے یہ لوگ پھر بینہ گئے پھر گول میز کا نفرنس وغیرہ پھر انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے پہلے جو سلسلہ تھا اس کو واپس بحال کرتے ہیں یعنی صوبوں کی بحالی۔ صوبوں کی بحالی انہوں نے شروع کی کہ اس پر شاید یہ بیماری چل جائے لیکن صوبوں کی بحالی میں بھی ان سے کچھ غلطیاں ہو سکیں جو ابھی تک چل رہی ہیں اور یہی نقص اس میں رہ گیا اسی وجہ سے پاکستان میں اب بھی بے چینی پھیلی ہوئی ہے اس میں ہونا یہ چاہئے تھا کہ صوبوں کو از سر نو ان کی شافتی جغرافیائی لسانی قوی بنیادوں پر ترتیب دیا جاتا پاکستان کی چار قومیں ہیں ان کے صوبے انہی بنیاد پر ترتیب دیئے جاتے اور اندر رونی مختاری دی جاتی جس کے بعد یہ مسئلہ ہمارے سامنے نہیں ہوتے لیکن انہوں نے بنیادی غلطی اور ہریہ کی کہ بدستقی سے یہاں مینگل صاحب سے مخاطب ہوں کہ مینگل صاحب نے ایک بات کی تھی میں اسی سے متعلق اپنی بات کو بڑھا رہا ہوں کہ سب سے زیادہ زیادتی گول میز کا نفرنس کی پیشون قوم کے ساتھ ہوئے میں تک نظری سے نہیں کہ رہا ہوں ایک بھائی کی طرح میں ایک بھائی کے ساتھ جو سب سے زیادہ غلطی اور زیادتی ہوں وہ اور ہریہ گول میز کا نفرنس میں پہلے تو غلطیاں ہوئی چلی ہوتی تھیں اور ان غلطیوں کی وجہ سے پاکستان کا ایک حصہ ہم سے جدا ہو گیا پھر وہ سوچتے رہے کہ ان غلطیوں کو ٹھیک کرنا ہے کیا کرنا ہے صوبوں کو بحال کرنا ہے صوبوں کو بحال کرتے وقت جب گول میز کا نفرنس بیٹھی اس پر پھر انہوں نے غلطی کی ہم لوگوں کو اجنبی سمجھ لیا پتہ نہیں ہماں یہ

سمجھ لیا پہنچ نہیں کیا سمجھ لیا۔ کہ باقی ٹھیک ہے باقی تو سیال لوگ ہیں باقی سب سیال ہیں
بلوچ ہمارا سیال ہے ہمیں خوشی ہے سندھی سیال ہنخاب والا بھائی سیال ہے جو نا سیال
ہے وہ پھان ہے۔ بالکل انگریز نے جوان کو نام دیا ہے اور انگریز نے ان کے لئے جو
فارمولہ تیار رکھا ہوا اس پر فارمولے سے کبھی نہیں ہٹنا ورنہ یہ خطرہ ہے وہ کیا فارمولہ
تھا اس ائیش کو بلوچستان کو بناتے وقت برلن بلوچستان تھا اس میں ائیش جدا تھے ان
کے صدیوں سے ہمسایہ تھے لیکن کبھی اکٹھے ساتھ نہیں رہے تھے ان کے جدا
سرودس تھے ہمارے جدا سروز تھے ان کا جدا سلسلہ تھا ہمارا جدا سلسلہ تھا ادھرانوں
نے یہ کیا کہ برلن بلوچستان کو جو شاید 90 فیصد پختون اور دس 10 فیصد ہمارے بلوچ
بھائیوں پر مشتمل تھا اس کو بھی اس میں گذرا کیا اور اس کو بلوچستان کا نام دے دیا جب
کہ ہونا یہ چاہئے تھا کہ اس پیاری کو دور کرنے کے لئے برلن بلوچستان کو برلن
پشتونستان ہونا چاہئے تھا اس مقصد کے لئے ہم نے سب کے ساتھ مل کر انگریز کے خلاف
جدوجہد کی تھی اور انگریز کے چلے جانے کے بعد ان غریبوں کو اپنا نام ملنا چاہئے تھا لیکن
ہمارے برادران نے آپس میں کہا کہ یہ اسی طرح ٹھیک ہے ان کو برلن بلوچستان یعنی ہم
بطور پشتون قوم اپنی ایڈیشنی ہماری حقوق ہمارے سیالی کچھ بھی نہیں ہے بس ان کو بطور
بلوچ کے بلوچ ہمارے بھائی ہیں میں تعصباً سے نہیں کہہ رہا ہوں ایک بھائی دوسرے
بھائی سے اپنا حق مانگتا ہے۔ اور اپنے لئے خوب خوش ہوتا ہے اور دوسرے کے لئے
جب اس پوائنٹ پر آتا ہے تو وہ کہتا ہے کبھی ادھر جاتا ہے کبھی ادھر جاتا ہے یہ نہیں
ہونا چاہئے میں ان کو یہ کہتا ہوں کہ تمہاری آبادی میرے لئے خوشی کی بات ہے ہماری
سیالی ہمارے لئے۔

میر طارق محمود کھیتران (وزیر) : پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جی۔

میر طارق محمود کھیتران : ڈاکٹر صاحب تھوڑی سی وضاحت جب گول میز کا نفرس بیٹھی اس کا فورم قومیتوں کی بنیادوں پر نہیں تھا بلکہ پولیٹیکل پارٹیز کی بنیاد پر تھا اور وہ 1968ء سے پر اس ہو کر جو 1969ء تک چلتا رہا اور اس کے بعد وہ یونٹ ٹوٹا اور صوبے بحال ہوئے اس وقت ولی خان جو تھا وہ بلوچوں کا بھی لیدر تھا اسی بات نہیں ہے۔ مشرقی پاکستان 1971ء میں ٹوٹا۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر) : جی ہاں۔ غلطی جدھر سے بھی ہوئی ہے یہ غلطی ہوئی ولی خان نے کی ہے آپ نے کی ہے ہم نے کی ہمارے اس وقت جنوبی پشتوخواہ کے لوگوں کے اس وقت کے نوش موجود ہیں کہ برلن بلوچستان کو جدا اور اسیٹ کو جدا رکھنا ہے خان صد خان شید کے نوش ابھی تک موجود ہیں جس وقت وہ جمل میں تھے بہر حال یہ اسی وقت سے چلی آ رہی ہے کہ ہم بغیر سیالی کے رہ رہے ہیں اور اس کے ساتھ ہی تمام پاکستان کے کنٹسٹیٹ Context میں دیکھا جائے پشتوں جتنے بھی ہیں کسی کو سرحدی کسی کو قبائلی اور کسی کو بلوچی بھائیوں کے نام سے منسوب کیا جا رہا ہے۔ میں اس پیاری کی بنیاد تھا رہا ہوں۔ اختر مینگل صاحب متوجہ ہوں۔ اس پیاری کی وجہ میں یہ شروع ہوئی۔ لیکن آپ نے اس پیاری کے لئے کوئی ہبہ کردار نہیں پیش کیا تھیک ہے بڑے بھائی سے ہم بھی ناراض ہیں اور آپ بھی ناراض ہیں ہماری بد نعمتی ہے بڑا بھائی تو برا بھائی چھوٹا بھائی سبحان اللہ۔ آپ نے ہمارے ساتھ اور بھی زیادتی کی ہے ہم چاہتے ہیں کہ آپ مہماں کر کے اس جنپر کہ آپ اپنے لئے جو چاہتے ہیں مجھے خوشی ہے خدا آپ کو اور بھی بڑا کرے لیکن کم از کم ہمارے لئے بھی یہ سوچیں کہ ہم پاکستان میں رہ رہے ہیں مختلف ناموں سے قبائلی سرحدی ہے بلوچی ہے۔ کیا ہماری کوئی قوم نہیں کیا ہماری کوئی تاریخی نہیں ہے؟ کیا ہمارا کچھ نہیں ہے کیا ہماری کوئی زمین نہیں ہے کیا ہم زمین پر ہمسایہ کے طور پر رہ رہے ہیں؟ نہیں ساڑھے چار ہزار سال سے ہماری اسٹری

لہذا آپ لوگوں کی توجہ ہم آپ لوگوں کی مہماںی اس طرف مرکوز کرنا چاہتے ہیں کہ پیاریاں موجود ہیں وہی بیماریاں ابھی تک موجود ہیں تو گول میر کانفرنس میں بیٹھنے کے بعد پھر اس کے لئے انہوں نے کہا کہ نجیک ہے صوبے بھال ہوں گے اس کو کچھ خود عماری دو قلاں دے دو خوش کرنے کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ فی الحال تمام مجموعے کا اسٹیٹ یہ ہے کہ پاکستان میں ہمارا بڑا بھائی ہنjab جس کی آبادی 62 ہزارا بڑا بھائی ہنjab جس کی ایڈیشنل کنستھیشن (Industrial Construction) 70 پرسنٹ سے زیادہ ۳۰ اور پاکستان (Above all our Pakistan) ہمارا بڑا بھائی ہنjab جس میں یورود کلی کے کنستھیشن 70 پرسنٹ سے آباد ایک صوبہ جس میں اتنی پاور ہو تو ظاہر ہے کہ دوسروں کے ساتھ انساف نہیں کر سکتا اس کی مجبوری ہے اس کی ضرورت ہے بہرخال اب تو فیصلی پلانگ سے شاید آپ مجیخ ہو گئی ہے مسئلہ پڑھنے نہیں تو میں یہی سمجھتا ہوں کہ اس سلطے میں ہم اپنے بھائیوں کے ساتھ واقعی مل جل کر رہتا چاہتے ہیں سب کے ساتھ لیکن جب تک ہماری آذینی اور ہمارے حقوق کا حصہ نہیں ہوتا ظاہر ہے کہ کبھی بھی نہ ہم ایمانداری سے رہیں گے اور نہ خوشی سے رہیں گے نہ رہ سکتے ہیں فطری بات ہے اگر آپ اس پوزیشن میں ہوتے آپ بھی مجیخ رہتے ہم بھی اسی لئے مجیخ رہتے ہیں تو اہارتی جھنی بھی ہے جھنی بھی چیزوں ہیں بنیادی بیماری مہماںی کر کے اس میں ہم مل جل کر کے ایمانداری سے حقیقت پسندی سے کہ سب بھائی اکٹھے رہتے ہیں قلاں بھائی کا کیا حصہ ہے قلاں کا کیا ہے سب کو برابری کے نام برابر کے حصے برابر کے رسبرنزٹھن دیجے دو کوئی گز بڑھنے نہیں ہو گا کوئی نہ بڑے بھائی پر الزم لائے گا وہ چھوٹے پر کہ اس نے یہ کیا اس نے وہ کیا ہے تو اس میں میں آپ کی ان چیزوں کی تائید کرتا ہوں کہ ہماری بنیادی بیماری اور ہر سے شروع ہوئی جو ابھی تک ہم نے نجیک نہیں کی جب تک اس بنیاد کو نجیک نہیں کریں گے یعنی پاکستان کی بھی بھاء اسی بات پر ہے اب بھی بھاء اسی بات پر ہے کہ

کہیں سے لیکر کہیں تک جب تک پاکستان میں قوموں کو از سر نواس کا تعین اور اس کو اندر ولی خود مختاری نہیں دیں گے اور یہ چیزیں چلتی رہیں گے لہذا ہم سب اکٹھے اس پوائنٹ پر سوچیں کہ از سر تو تعین کریں اور نیو ولڈ آرڈر میں بخوبی پاکستان آرڈر بنائیں تب کہیں جا کر ہم اس سے شی خفایہ ہوں گے ورنہ یہی گڑبوی یہی محرومی یہی آہ و بقاء یہ چلتی رہیں گی بہت سریانی باقی چیزیں تو آپ نے بتا دی ہیں کہ ہم کو کیا ملا کچھ ملا ہی نہیں ہے بتا دی میں کچھ ملا ہی نہیں ہے اس میں بھی جو آپ نے بتایا کچھ اور بتائیں گے بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جی خان صاحب آپ سے پلے اکرم صاحب اٹھے ہیں۔

جی

محمد اکرم بلوج (وزیر) : آپ کی بہت بہت سریانی آج جو اس تحریک التوازع پر بات ہو رہی ہے جس موضوع پر بات کرنا ہے یہ تو ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر گھنٹوں بات ہو سکتی ہے لیکن ایک جلسہ عام اور اسیلی کی تقاریر میں فرق ہونا چاہئے جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں جناب اسپیکر تھوڑا سا اس کے بے گرا و نہ میں جانا چاہتا ہوں جب یہ ملک بن رہا تھا اس وقت کا گریس کی یہ کوشش تھی کہ ایک مضبوط مرکز ہو جبکہ مسلم ایک اس بات پر زور دے رہی تھی کہ مضبوط مرکز کی بجائے نیڈیشنگ یونٹ جو بھی ہے صوبے جو بھی ہیں انہیں زیادہ سے زیادہ اختیارات ملنے چاہیں لیکن بد قسمی سے جب یہ ملک تقسیم ہوا پاکستان معرض وجود میں آیا تو وہ جو وعدے تھے یا جو قرارداد تھا اس پر عمل در آمد نہیں ہوا اس کی وجہ یہ تھی کہ پاکستان میں کوئی بھی مضبوط سیاسی تنظیم یا جماعت اس حلقہ میں موجود نہیں تھی جو کہ ہونا چاہئے تھا اس لئے اس ملک میں شروع سے ایک سول اینڈیور و کیسی حکمران چلی آ رہی ہے سب سے پہلا مسئلہ جو میں سمجھتا ہوں جناب اسپیکر وہ ہے جمورویت جمورویت کے بغیر کوئی بھی صوبائی خود مختاری کی باشیں کرنا ایک خام خیالی ہے جو میں سمجھتا ہوں جمورویت میں ہی صوبائی خود مختاری ملتی ہیں لیکن اس

ملک میں شروع سے ہے جموریت کا گلا گھوٹا گیا اور اب بھی وہ مسئلے مسائل ہمیں در پیش ہیں تو جناب اسٹاکر یہ ملک جو بنا تو صوبوں نے مرکز بنا�ا یہ نہیں ہے مرکز نے صوبے بنانے ہوئے یہ چاہئے تھا کہ جتنے بھی اختیارات مرکز کے پاس اس وقت ہیں وہ صوبوں کو دینے چاہئے تھے جیسا کہ بہت سے ایسے مجھے ہیں جو میں سمجھتا ہوں وہ صوبوں کے پاس ہونے چاہئیں جیسا کہ تعلیم ہے صحت اور کیونکویش ہے ایسے بہت سے دوسرے مجھے ہیں جو مرکزی حکومت کے پاس ہیں جس میں ہمیں صوبائی خود مختاری نہیں دی گئی اسی طرح مرکز کے پاس چار سبجیکٹ ہونے چاہئیں جیسا کہ 'دفاع'، 'کرنی'، 'امور خارجہ اور کیونکیھن لیکن یہ بھی نہیں ہو رہا ہے سر اس بات پر ہمیں رونا ہے تو کیوں نہ ہم سب مل کر اس ملک میں جموریت کے لئے جدوجہد کریں تو تب ہمیں صوبائی خود مختاری ملتی ہے جناب اس وقت جب برطانوی حکومت تھی اس کی کوشش تھی برطانوی حکومت کہ مضبوط مرکز ہو اس وقت وائے سرائے یا گورنر جنرل آدم ہا ہادشاہ ہوتا تھا لیکن وہی طریقہ آزادی حاصل کرنے کے بعد بھی طریقہ رائج ہے وہی نو آبادیاتی سسٹم وہی نو آبادیاتی وہی نو آبادیاتی روایہ وہی اختیارات کا مسئلہ وہی حقوق کا نہ دینا تو جناب اسٹاکر میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہی حال رہا تو یہاں گھبیر مسائل اور مشکلات سراخائیں گے جس سے جموریت کو اور تمام قوموں کو خطرہ ہے جناب اسٹاکر جتنے بھی چھوٹے صوبے ہیں ان کو کوئی اپنے آپ کو برا بنائے اتنی ہی وہ بد نہا ہو گا لیکن جتنے بھی چھوٹے صوبے ہیں ان کو جتنا بھی وہ چھوٹا کرنا چاہے کہ مرکز یا وفاقی وہ بھی اپنے آپ کو زندہ رہنے کے لئے جدوجہد کریں گے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہت بڑے مشکلات اور خطرات پیدا ہوں گے اس وقت جموریت نہ ہونے کی وجہ سے تمام قوموں میں آپس میں ایک قسم کی دشمنیاں اور نفرتیں ہیں اختیار تو مرکز کے پاس ہے وفاق کے پاس ہے لیکن ہم آپس میں دست و گرباں ہیں سندھی سندھیوں کے ساتھ بلوچ پشتون اسی طرح ایک دوسرے کے ساتھ دست گرباں ہیں ہمیں یہ کہا چاہئے کہ ہمیں سب سے پہلے

جمهوریت اور صوبائی خود مختاری کے لئے جدوجہد کرنا ہو گا تو مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے درمیان تعلقات صرف خیرات دینے اور خیرات لینے کا نہیں ہونا چاہئے بلکہ ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہئے جو بھی ادارے ہیں جیسا کہ صنعتی، تجارتی، انتظامی تعلیمی اور مالیاتی اداروں کو خود مختاری ملنی چاہئے ان کو دینی چاہئے کیونکہ وہ اپنے دائرے کا رہ میں بغیر مرکزی کی مداخلت کے کام کر سکیں۔

اور جب تک یہ ادارے آزاد نہیں ہوں گے یہ مشکلات ہمیں در پیش ہوں گی تو میں سمجھتا ہوں کہ صوبائی خود مختاری پر ہمارے اپوزیشن کے دوست سردار اختر نے یہ قرار داد پیش کی ہے اس پر سب مشترکہ اسٹینڈ یا مشترکہ موقف کے تحت ہم مرکزی حکومت سے ہماری ایک جدوجہد ہے ایک تاریخ ہے تو اس سلسلے میں نہ پاکستان کی بھاء بلکہ تمام صوبوں کی تمام قوموں کی بھاء اسی میں ہے کہ صوبوں کو زیادہ سے زیادہ اختیارات ملنی چاہئیں۔ ایک بات کی میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں جناب ڈاکٹر صاحب کی کہ افغان جنگ کے بعد جو علاقے افغانستان کے ساتھ ہیں ان کو انگریزوں نے تقسیم کر کے بلوچستان کے ساتھ ملا کر ان کو بریش بلوچستان کا نام دیا تاریخی طور پر یہ بات واضح ہے کہ پشتونوں کو چھوڑ کر باقی تمام علاقوں اگریزوں سے پہلے ریاست قلات کے حصے تھے اور انگریزوں نے بلوچستان کو تقسیم کر کے اس کی طاقت کو یا ان کی یونیٹی کو کمزور کرنے کے لئے ڈانیبل ایریا بریش بلوچستان قلات اسٹینٹ کا نام دے کر ان کو تقسیم کیا تاکہ ان کی قوت یا طاقت ان کی جو مرکزیت حاصل تھی وہ کمزور ہو ان پا توں کے ساتھ جناب اسٹریک آپ کا اور سب معزز ارکین کا شکریہ ادا کر دوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔

عبد الحمید خان اچکزئی وزیر آپا شی) : معزز ارکین جناب اسٹریک صاحب ہیئے ہمارے دوست ڈاکٹر کلیم اللہ نے یہ بات کہہ دی میں اس سے اتفاق کرتا ہوں میں خود یہ سوچ رہا تھا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے جو روں اس تحریک التواء کے

سلسلے میں ادا کیا ہے میرے خیال میں یہ ایک بہت اچھی مثال ہے ان لوگوں کے لئے جو خوش آمدانہ چالپوسانہ قسم کی سیاست کرتے ہیں بعض اوقات مرکز کو خوش رکھنے کے لئے قسم کی حرکتیں کرتے ہیں سیاسی طور پر بھی اور دیے بھی یہ بڑی خوش آئین ہات ہے کہ وزیر اعلیٰ نے بھی اس تحریک کو سپورٹ کیا اور ہم اس بات نے بہت خوش ہیں ایک ساتھی کی حیثیت سے جناب اپنے صاحب جہاں تک تحریک التواہ کا تعلق ہے ہماری پارٹی کا موقف وہ تو ہمارے پارلیمانی لیڈر ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب واضح کر کچے ہیں

کہ پاکستان کی تاریخ سے لے کر آج تک کیا غلطیاں ہوئی ہیں کیا چیزیں ہوئی ہیں میں ڈاکٹر اگر التواہ کے متعلق بات کروں تو یہ بنتی ہے کہ اس تحریک التواہ میں ایک طرف تو اختر مینگل صاحب کا مقصد نیت سب کچھ نیک نظر آتا ہے اور جو مشکلات ہمیں بلوچستان میں درپیش ہیں مرکز کی مداخلت کی وجہ سے یا اور وجوہات کی بناء پر ان باتوں کی ہم سونیحدہ حمایت کرتے ہیں اور بلوچستان کے ساتھ کئی شعبوں میں بڑی زیادتیاں ہو رہی ہیں یہ بات نیک ہے مگر ساتھ ہی ساتھ دوسری سائنس میں اختر صاحب یہ کہتے ہیں کہ بلوچستان کی تقسیم کی بات ہو رہی ہے اور مرکز اس کا نوش نہیں لیتا ایک طرف آپ مرکز کی ٹکا بیت کرتے ہیں کہ مرکز یہ کرتا ہے وہ کرتا ہے اور پھر آپ مرکز سے یہ امداد مانگ رہے ہیں کہ بلوچستان میں تقسیم کی بات جو ہو رہی ہے اس کا وہ زبردستی اسی طبقہ کے ذریعے جس کی آپ ٹکا بیت کرتے ہیں اسی کے ذریعے مرکز اس بات کو دہاتا کیوں نہیں یہ اس تحریک التواہ کا تضاد ہے کہ ایک طرف آپ یہ بات کرتے ہیں اور دوسری طرف وہ بات کرتے ہیں میں اپنے دوست اختر مینگل صاحب کو یہ بات ذہن نہیں کراؤں گا کہ بلوچستان دو قومیتی صوبہ ہے اس میں دوسری اقلیتیں بھی ہیں جن کے اپنے مساوی حقوق ہیں ان سب کی ہمیں پاسداری ہے ہم ان سب کو مانتے ہیں مگر یہ مسئلہ بلوچستان میں دو قومیں آباد ہیں بلوچ اور پشتون ہم تاریخی طور پر بھی اکٹھے رہے

ہیں اور انشاء اللہ اگر ہو سکا تو آئندہ جب تک ہم خوش ہیں ایک دوسرے کے ساتھ
اکٹھے رہیں گے اور جہاں تک تقسیم کی آپ بات کرتے ہیں تقسیم تو موجود ہے بلوچ اپنی
زمین پر آباد ہے اور پشتوں اپنی زمین پر آباد ہے نہ ہم آپ کے ہمسائے ہیں نہ آپ
ہمارے ہمسائے ہیں یہ بات واضح ہوئی چاہئے کہ اگر ہم اپنے حصے کو علیحدہ کرنا چاہئے ہیں
کسی اور صوبے کے ساتھ ملتا چاہئے ہیں یا اسکے ساتھ رہنا چاہئے ہیں تو ہم نے آپ سے
کب یہ حق مانگا ہم آپ سے یہ حق نہیں مانگ رہے ہیں آپ کل بلوچستان میں کچھ پرانی
اور کچھ نئی سیاسی فحصیتیں یہ بات کرتی ہیں کہ ہمارے پاس دینے کے لئے کیا ہے ہمیں
بھی پڑھے کہ آپ کے پاس دینے کے لئے کچھ نہیں ہے ہم یہ حق صرف پاکستان سے
مائنتے ہیں سب پاکستانیوں سے مائنتے ہیں کہ ہم بھیت قوم جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا
کم سے کم یہ حق ہمیں پہنچتا ہے کہ ہم جس کے ساتھ رہنا چاہئیں اس کے ساتھ رہیں
اور اپنی زمین جس کی حد بندی بھی ہے جس کی ڈیمارکیشن Demarcation بڑی کلینر
ہے جس میں بلوچوں کا اپنا حصہ ہے اور ہمارا اپنا حصہ ہے تاریخی طور پر صدیوں سے یہ
تقسیم موجود ہے تو پھر تقسیم کرنے کی بات ہی کیا ہے آپ نے ہمیں کیا دینا ہے اور ہم
نے آپ کو کیا دینا ہے بات یہ نہیں ہے بات دراصل یہ ہے کہ ہم اگر اکٹھے رہیں گے
ہماری بات میں وزن ہو گی ہمارے عمل میں وزن ہو گا ہمارے ایکشن میں یہ بات ہو گی
کہ ہم پنجاب سے یا بڑے صوبے سے جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ بہت سارا حصہ پاکستان
کا اقتصادی طور پر قوی لحاظ سے اکنامیکلی پولیٹکلی ہر لحاظ سے پنجاب بالا دست صوبہ
ہے سارے پاکستان کا اور چھوٹے صوبوں کے ساتھ زیادتیاں ہو رہی ہیں اب اب تفصیل
میں جانے سے فائدہ تو میرے خیال میں نہیں ہو گا تو میں یہ عرض کروں گا اپنے معزز
 قادر حزب اختلاف سے کہ جب تک یہ انڈر اسٹینڈنگ ڈوبلیٹ نہ ہو جب تک پشتوں اور
بلوچ مل کر یہاں آئندہ کے لئے نہیں سوچیں گے تو اس مسئلہ کا حل اس تحریک اتواعیا

ان باتوں سے کبھی بھی نہیں نکلے گا تو سب سے پہلے ہمیں اپنا ہوم ورک کرنا چاہئے اور ہوم ورک ہمارے لئے یہ ہے کہ ہم اور آپ قائد ایوان کے ذریعے سے ہمارے جو دوسرے ساتھی ہیں ان کے ذریعے سے ایک راستہ تو آپ نکالیں کہ ہم نے کرنا کیا ہے آگے چل کر کے اور جو لوگ بلوچستان کی جغرافیہ بلوچستان کی تاریخ کو جانتے ہیں وہ یہ بات بھی جانتے ہیں کچھ عجیب قسم کے پشتوں ہمارے ہاں بھی ہیں کچھ عجیب قسم کے بلوچ آپ کے ہاں بھی ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ بلوچوں کو پشتوں سے خطرہ ہے افغان نہا جیر یہ اور وہ اور بعض پشتوں یہ سمجھتے ہیں کہ پشتوں کو بلوچوں سے خطرہ ہے جو لوگ بلوچستان کی تاریخ کو جانتے ہیں دو سو تین سو سال کی تاریخ جانتے ہیں ان کو یہ معلوم ہونا چاہئے

کہ پشتوں کو بلوچوں سے خطرہ ہے نہ بلوچوں کو پشتوں سے کوئی خطرہ ہے سوال یہ ہے کہ راستہ کون نکالے گا وہ باتیں کیا ہیں وہ بیانی دی تقاضے کیا ہیں جس پر بحث کر کے ہم ایک دوسرے کی قوت بینیں ایک دوسرے کا بازو بینیں اور بڑا بھائی جو ہمارے ساتھ زیادتی کر رہا ہے اس سے ہم اپنا حق کیسے وصول کریں یہ میں کہوں گا کہ خطرہ و مطہر و کچھ بھی نہیں ہے مگر ایک ساتھ بیٹھ کر اپنا ہوم ورک کرنا پڑے گا آپ کو پڑھتے ہے کہ بلوچستان میں اقتصادی لیول پر ہم نے بار بار اسی اسیبلی میں بھی کیفتی میں بھی ہر جگہ یہ باتیں کی ہیں کہ بلوچستان میں پشتوں کے ساتھ بڑی زیادتی ہو رہی ہے آپ اس کو تعصب نہ کیں اس کو آپ یہ نام نہ دیں کہ ہم بلوچ اور پشتوں کو لڑانا چاہتے ہیں ہم اپنے حق کی بات کرتے ہیں ہم نے ہزار دفعہ یہ کہا ہے اور ہمارے قائد ایوان سب سے زیادہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمارے ساتھ کیا کیا زیادتیاں ہو رہی ہیں آپ ایک ایک منصوبے کو لے لیں بلوچ اریسا میں سیندک کو لے لیں پٹ فیڈر کو لے لیں روڈز کو لے لیں اگر آپ نے یہ ثابت کرو یا کہ یہاں کے پشتوں کو جماں ہم چاہتے ہیں کہ ہم اور

آپ برادری کے اصول پر اس صوبے میں رہیں گے۔ اگر آپ نے یہ ثابت کر دیا کہ بلوچستان کے ترقیاتی فنڈ سے دسوال حصہ بھی پشتونوں کو ملتا ہے تو تمیک ہے یہ بھی نہیں مل رہا ہے یہ کام ہم اور آپ سب کریں گے۔ قائد ایوان سے ہم یہ کہیں گے اور وہ بخوبی جانتے ہیں کہ پہلے اس کا ازالہ تو کریں ان ہاتوں کا ازالہ کریں ان ہاتوں کو کس طرح سے کریں گے۔ یہ زیادتیاں ہمارے بلوچستان میں ہمارے ساتھ ہو رہی ہیں۔ تو میں یہ عرض کروں گا اپنے ساتھیوں سے برادرانہ طور پر عرض کروں گا سوچیں۔ پہلے ہمیں یہ ہوم ورک کرنا پڑے گا جب تک ہم اپنایہ ہوم ورک نہیں کریں گے لیکن جانشی اختر مینگل صاحب آپ اپنے ذور پاؤ سے ہنگاب سے اپنا حق نہیں لے سکتیں گے جب تک بلوچستان کے پشتون آپ کے ساتھ نہیں ہوں گے یہ آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا اگر آپ ان اسکیوں میں دیگر حقوق میں پشتونوں کا حق تسلیم کر لیں گے تو آپکا کام آسان ہو جائے گا جہاں تک تحریک التواء کا متعلق ہے اس حرم کی تحریکیں کئی تحریکیں آپ نے خود ہات کی ہے اور میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں کہ یہ تو اسیلی میں پہلے پیش کر پچھے ہیں کی ہار پیش کر پچھے ہیں نہیں مانتے لوگ جب نہیں مانتے تو جیسا کہ ڈاکٹر ماںگ صاحب کہ رہے ہیں کی دوسرے لوگ کہہ رہے ہیں تو پھر ہمیں کیا لا نجح عمل اختیار کرنا پڑے گا ہمیں کیا کرنا پڑے گا؟

ایک تو مولانا ہاری صاحب کا لفظ ہے ساری دنیا کا غم انسیں ہے ان کو تو چھوڑیں یہ بلوچستان کے مسئلے کی بات کریں یہ تو ہمیں بھی پڑتے ہے کہ انسانی طور پر حل کریں اس تحریک التواء کے انجام کا پتہ ہے یہ جنہیں تو پہلے ہم نے بھی کی ہیں مگر ہمیں اپنا حق نہیں ملا ہے یہ تحریک کا جو متن ہے اس کے متعلق میں نے یہ مسودات ہمیں کی ہیں تاکہ اختر مینگل صاحب بھی سمجھیں کہ نہ کوئی خطرہ ہے۔

مولانا عبدالباری : جناب نماز ہونے والی ہے۔ وقفہ کر دیں۔

عبدالحمید خان اچزنی (وزیر) : مولا نا صاحب جناب والا۔ میں تھوڑا سا وقت لوں گا اور عرض کروں گا اس سلسلے میں کچھ باتیں ایسی ہیں میں جناب اختر مینگل صاحب کے نوٹس میں لانا چاہوں گے۔ پھر اجلاس میں چونکہ آپ موجود نہیں تھے آپ نے ایف سی کی وکایت کی ہے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ بلوچستان میں ایف سی سے زیادہ وکایتیں ہیں اگر ہنگاموں اور ذریعہ بھی میں آپ کو وکایت ہے تو دس گناہ ایف سی سے ہمیں وکایت ہے اور بھر آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کے دھماکے۔ ہم نے یہ لغارتی صاحب تک اور وزیر اعظم صاحب تک پہنچائی ہے ایف سی بلوچستان میں بہت زیادتی کر رہی ہے ہمارے گلستان میں مثال دینا ہوں گلستان میں گڑ بڑ ہوتی ہے۔ قائد ایوان ہوم سکریٹری آفسروں نے فیصلے کرتے ہیں یہ فیصلے جب ایف سی کے آئی جی کے پاس جاتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ فیز بیل نہیں ہیں۔ یہ کیسے ہے۔ نہ وہ گیا ہے نہ اس نے سائیٹ Site دیکھی ہے نہ اس کو یہ پڑھے کہ معاملہ کیا ہے بیٹھے بیٹھے کہ دینا ہے کہ یہ فیز بیل نہیں ہے۔ آپ دیکھیں کہ آئی ایسی آئی ہے با نہیں اب میں چنی لوگوں کا ذکر کروں گا وہ جو ہمارے اچزنی لے گئے تھے کیسے وہ لے گئے کیسے وہ رہا ہوئے اس بات کو منظر عام پر نہیں لایا گیا۔

ہواںی جہاز بی آئی اے کا انداز ہوتا ہے اور اس میں باقاعدہ مقدمہ چلتا ہے کابل سے خلوط آتے ہیں کہ یہ تو ہمارا جاہد ہے یہ ہے وہ ہے ریکارڈ پر ہے میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں اس کو رہا کریں اور ہمارے گھر کی ٹلاشی چہ دفعہ دس دفعہ لی گئی اور لی جاتی ہے جو ہمارے ٹالفین ہیں ان تو پر دیکھیں دی جاتی ہے وزیر اعلیٰ صاحب اس بات سے متعلق ہیں ان کو ذہل کا پڑھتے ہے اور بہت باتیں ہیں این ایف سی ایوارڈ میں بلوچستان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپلیکر : خان صاحب نماز کا وقت ہو رہا ہے اور اس تحريك پر

بحث کو دو گھنٹے ہونے والے ہیں۔ قاعدہ نمبر 75 (2) کے تحت بقیر کارروائی 22 مئی صبح
گیارہ بجے صبح تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔
(اسکولی کی کارروائی دو بجے بعد دوپر مورخہ 22 مئی 1996ء صبح گیارہ بجے تک
کے لئے ملتوی ہو گئی)